عبد الرحمٰن دیناجپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

ایمان افروز تقاریر

مؤلف:

مولانا محمد اعظم ملاوی قاسمی (مہاراشٹر)

ناشر:

کُتُب خانہ نعیمیہ دیوبند

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب : ایمان افروز تقاریر

مصنف : مولانا محمد اعظم قاسمی

ناشر : کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

کمپوزنگ وسیٹنگ : محمد جہانگیر، دیوبند +91-9045293126-9557383486

صفحات : 128

سن اشاعت : 2013ء

قیمت :

ناشر:

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

فون: 01336-223294-224703

فیکس 0091-1336-222491

E-mail naimiabookdepot@yahoo.com

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
انتساب	۴	نماز کی فضیلت واہمیت	۳۸
تقریظ: (مولانا اسلم صاحب قاسمی)	۵	مسلمان اور اتحاد واتفاق	۴۸
تقریظ: (مولانا قمر عثمانی صاحب	۸	عصر حاضر اور اہل ایمان	۵۸
تقریظ: (مولانا مفتی محمد ظہیر الدین)	۱۰	علم دین کی فضیلت	۷۱
تعارف	۱۲	فضیلت قرآن کریم	۸۱
آغاز سخن	۱۴	حقوق والدین	۹۳
توحید خداوندی	۱۷	حیات حضرت ابوبکر صدیقؓ	۱۰۶
سیرت محسن انسانیت ﷺ	۱۸	حیات حضرت عمر فاروقؓ	۱۱۷

ہر قسم کی درسی وغیر درسی، اصلاحی ودینی کتب کے لئے

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

Phone: 01336-223294-224703 Fax: 0091-1336-222491

E-mail naimiabookdepot@yahoo.com

انتساب

اُن والدین کے نام.........................

جن کی دعاؤں اور شفقتوں اور محنتوں کے نتیجہ میں احقر کو مادرِ علمی وقف دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اس برادرِ کبیر جناب محمد قاسم صاحب کے نام.........................

جنہوں نے احقر کی ہمیشہ ہمت افزائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

اُن یارانِ باصفا کے نام.........................

جنہوں نے احقر کی قدم قدم پر محبت وشفقت سے رہنمائی فرمائی............ان سبھوں پر سلام.............

خاکپائے اسلاف......محمد اعظم ملاوی

تقریظ

صاحبزادہ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد اسلم صاحب

اُستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند (وقف)

قوتِ بیان اور قدرتِ کلام اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام ہے۔ یہ ملکہ جس کو حاصل ہو وہی نوشۂ بزم بن جاتا ہے، فنِ خطابت اسی صلاحیت کا نام ہے۔ جو لوگ اس وصف سے بہرہ ور رہے انہوں نے اپنا غیر معمولی نقش لوگوں کے دلوں پر چھوڑا اور ان کے رخصت ہو جانے کے بعد آج بھی وہ اپنے چرچوں کے ساتھ زندہ ہیں۔ بیسویں صدی کی شخصیات میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بہادر یار جنگؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور ماضی قریب میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رہتمم دارالعلوم دیوبند، تقریر وخطابت کے لحاظ سے اُن مشہور ترین اور مقبول ترین افراد میں گذرے ہیں جن کی شہرت ومقبولیت ہند وبیرونِ ہند تک پہونچی اور آج بھی جبکہ یہ حضرات تاریخ کے صفحات کی زینت بن چکے ہیں ان کی رفعت وعظمت زبان زدِ خاص وعام ہے اور یہ حضرات "اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا" کی جیتی جاگتی تصویر بن کر ایک دنیا کو مسحور کر گئے۔

شریعت نے اُس علم کو پسندیدہ قرار دیا ہے جو نفع بخش ہو یعنی جس سے انسان خود بھی فائدہ اُٹھائے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہونچائے، اپنے علم کو

نافع بنائے کہ دوہی ذریعہ ہیں۔ایک تقریر وخطابت اور دوسرے تحریر وتصنیف دونوں ذرائع افادۂ علم کے بہترین طریق ہیں۔تحریر وتصنیف اگر اس لحاظ سے زیادہ نافع ہے کہ کتابی علم باقی رہنے والی چیز ہے جس سے لوگ سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تک نسل درنسل فائدہ اُٹھاتے رہتے ہیں تو ذریعۂ تقریر کی فوری اور عمومی نفع بخشی بھی مسلم ہے۔تقریر تعلیم یافتہ اور اَن پڑھ سب کیلئے فائدہ مند ہے۔جبکہ کتاب سے صرف پڑھے لکھے لوگ ہی نفع اُٹھاسکتے ہیں۔اس لحاظ سے یہ طریقہ تبلیغ زیادہ سودمند کہلاسکتا ہے۔

تاہم تقریر کیلئے جہاں علم کی ضرورت ہے وہیں جذبۂ صحیح کی بھی غیر معمولی اہمیت ہے۔الفاظ میں تاثیر مقرر کی دردمندی اور خیرخواہی کے جذبہ سے ہی پیدا ہوتی ہے بالجملہ اخلاصِ نیت ایک فطری اور خلقی نعمت ہے۔اس کا تعلق قلب سے ہے اور قلوب اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔وہ جس پر چاہے صدق دلی کی بخشش فرمادے۔پھر تقریر کیلئے بنیادی چیز ترتیب بیان ہے جو قدرتِ کلام سے پیدا ہوتی ہے۔اس کیلئے کثرتِ مطالعہ اور تمرین کی ضرورت ہے۔اس سے الفاظ کا انتخاب کرنے اور حقائق کو اُن کے تسلسل کے ساتھ ایک مخصوص ترتیب میں بیان کرنیکا سلیقہ پیدا ہوتا ہے۔بڑے بڑے اور مشکل الفاظ واصطلاحات سے گریز اور قابل فہم مگر شائستہ زبان استعمال کرنا تقریر کی تاثیر میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔تقریر میں دانستہ شعلہ بیانی کا انداز اختیار کرنا بھی مضمون کو بے اثر اور مقرر کو مضحکہ خیز بنادیتا ہے۔قریبی دور کے مشہور ومسلم مقررین میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب

عثمانی اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب اپنی روانی تقریر آمدِ مضامین اور شائستہ زبانی میں ایک ممتاز ترین مقام کے مقرر تھے مگر ان میں سے کسی کے یہاں بھی آتش نوائی اور شعلہ بیانی نہ تھی، پھر بھی ان کی تقریر کے سحر سے بیشمار لوگ ان کے گرویدہ ہوئے اور ان کے بیانات سے ایک عالم کو ہدایت نصیب ہوئی۔

مصنف کتاب مولانا محمد اعظم صاحب ایک جواں سال عالم ہیں اور اپنے سینے میں ایک ایسا دردمند دل رکھتے ہیں جو ملّت کی اصلاح وتربیت کیلئے بے چین رہتا ہے۔اس کے ساتھ ہی آپ مبلّغ ومقرر بھی ہیں اور دردِ دل اور گداز قلب کے ساتھ اپنے گردوپیش کے ماحول کی اصلاح کا جذبہ رکھتے ہیں۔زیرنظر کتاب میں مولانا نے اپنی تقاریر جمع کر کے تقریر وتحریر کو یکجا کر دیا تاکہ اصلاحِ امت کے ہردو طریق یعنی زبان وقلم کا فی الجملہ حق ادا ہو سکے۔

راقم الحروف نے اس مجموعہ کو جستہ جستہ دیکھا۔مصنف کا جذبہ قابل قدر بھی ہے اور لائق تحسین بھی حق تعالیٰ اس کتاب کو نافع بنائے اور مولفِ موصوف کی اس کوشش کو قبول فرما کر کتاب کو مقبولیت اور مولف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین۔

محمد اسلم قاسمی
استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند (وقف)

تقریظ

اُستاذ محترم حضرت مولانا علامہ قمر عثمانی صاحب

اُستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند (وقف)

افادے اور استفادے کے تین طریقے اور وسیلے مسلم ہیں تقریر تحریر، تدریس انہی تین وسیلوں سے ایک شخص اپنی بات اپنا مدعیٰ دوسرے تک پہونچاتا ہے، بیان مدعیٰ کی جتنی بہتر صلاحیت کسی شخص کو میسر ہوگی اتنی ہی خوبی اور عمدگی کے ساتھ وہ اپنے مافی الضمیر کو مخاطب تک پہونچا سکے گا منجانب اللہ کسی شخص کو تقریر، تحریر، تدریس تینوں میں ملکۂ راسخہ فرمایا جاتا ہے اور کسی کو ان میں سے کسی ایک یا دو میں امتیازی صلاحیت عطا ہوتی ہے جو شخص اپنی ان صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی جد وجہد اور کاوش سے حسن گفتار کا سلیقہ پالیتا ہے وہ حال و مستقبل میں اپنا امتیازی مقام ومرتبہ محفوظ کرلیتا ہے اور تاریخ کے صفحات اس طرح کی روشن مثالوں سے مزین ہیں۔ تقریر وخطابت میں پیرایۂ بیان کی خوبی لب ولہجہ کی دل آویزی فصیح وسنجیدہ الفاظ کا استعمال تاثیر میں اضافہ کا موجب ہوتی ہے۔ جو تقریر ان اوصاف سے مزین ہوگی وہی مخاطب کو متاثر بھی کرسکے گی اور وہی نافع بھی ہوگی۔

تقریر وتحریر کی اہمیت وافادیت ہر دور میں مسلم رہی ہے، لیکن آج کے دور میں اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے۔ جو شخص تقریر وتحریر کو ایک

واجبی ضرورت سمجھتے ہوئے اس بات میں کاوش وکوشش کرتا ہے وہ یقیناً لائق تحسین ہے اور مستحق تبریک بھی۔

مولوی محمد اعظم صاحب وقف دارالعلوم دیوبند کے ایک مستعد اور صالح العمل طالب علم ہیں۔ اپنی تقاریر کا مجموعہ شائع کرنیکی سعی محمود انہوں نے کی ہے۔ حق تعالیٰ اس کو ان کے حق میں اور قارئین کے حق میں بیش از بیش نافع فرمائے۔ آمین۔

محمد قمر عثمانی

خادم التدریس وقف دارالعلوم دیوبند

۹؍جون ۲۰۰۰ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد ظہر الدین صاحب قاسمی (ایم،اے،بی ایڈ)

دار العلوم نانڈیڑ، مہاراشٹر

ایمان افروز تقاریر کے مؤلف عزیز القدر گرامی محمد اعظم ساکن (طلاد ضلع ایوت محل) دار العلوم نانڈیڑ کربلا روڈ مہاراشٹر کے مایۂ ناز طالب علم رہ چکے ہیں۔ جو اس وقت ایشیاء کی عظیم الشان درسگاہ وقف دار العلوم دیوبند میں زیر تعلیم ہیں۔

اشاعت دین اسلام کا اہم ترین فریضہ ہے۔ اس کا اہم ترین ذریعہ تحریر وتقریر ہے۔ مذکورہ تالیف دونوں ذریعوں پر مشتمل ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ۔

چونکہ اس کتاب کا مقصدِ تحریر ہی تمرین خطابت ہے، اس طرح یہ خاص کر عربی مدارس ابتدائی درجات کے طلباء کیلئے ایک گراں قدر سرمایہ ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ۔

بندہ نے مذکورہ تالیف کا اکثر حصہ پڑھا ہے۔ موصوف نے انتہائی عرق ریزی وجانفشانی، جرءت وہمت وبے باکی سے اظہارِ حق کی سعی پیہم کی ہے اور جابجا آیاتِ قرآنی اوراحادیثِ صحیحہ کے حوالہ جات سے مستحکم کیا ہے۔

الحمدللہ زمانہ طالب علمی میں یہ ذوق وشوق وجستجو وجدوجہد نہایت ہی قابل قدر امر ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس کوشش کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ مزید علمی وادبی ذوق سے سرفراز فرما کر درخشاں وتابندۂ عالم اُفق پر چمکائے۔ (آمین) اور اس جذبہ کو تادمِ حیات باقی رکھے۔ اور اس میدان میں مزید سرفرازیوں سے ہمکنار فرمائے۔ (آمین)

والسلام مع الاحترام

محمد ظہیر الدین قاسمی عفی عنہ

۲۷ رصفر المظفر ۱۴۲۱ھ

تعارف

از: مولوی عبدالرزاق کولہاپوری صدر انجمن بزمِ طاہر صوبہ مہاراشٹر

حامداً و مصلیاً: تقریر وخطابت کی اہمیت ہر دور میں ہر زمانے میں تسلیم کی گئی، زبان وبیان نے فوجوں کی کایا پلٹانے اور حالات کا رُخ بدلنے میں اہم کردار ورول ادا کیا۔ فصاحتِ لسانی اور طاقت بیانی کی بدولت انسان اپنی ما فی الضمیر کو باحسن وجوہ تعبیر کرتا ہے۔ جس سے سامعین کے قلوب پر اثر پذیری کے ساتھ ساتھ دیرپا نقوش ہوتے ہیں۔

اسی مقصد کے حصول کیلئے ایشیاء کی عظیم علمی ودینی درسگاہ اور اسلاف واکابر کے علوم کی امین وقف دارالعلوم دیوبند میں ضلعی وصوبائی سطح پر متعد انجمنیں قائم ہیں۔ جن میں ایک متحرک وفعال انجمن بزمِ طاہر طلبہ صوبہ مہاراشٹر ہے۔ ماضی قریب میں اس انجمن کی کوکھ سے بحمد اللہ سیکڑوں تقریر وخطابت کے ماہر اور قلم وصحافت کے دھنی نے جنم لیا۔ اور الحمد للہ یہ سلسلہ جاری ہے۔

پیشِ نظر کتاب ''ایمان افروز تقاریر'' انجمن ہذا کے قابل فخر فرد اور وقف دارالعلوم کے مایہ ناز فرزند صدیق مخلص، رفیق درس مولوی محمد اعظم صاحب ملاوی کی اہم اور قابل قدر تقریروں کا مجموعہ ہے۔

الحمد للہ لکھنے پڑھنے کا صاف ستھرا ذوق رکھتے ہیں۔ ان تقاریر میں زبان نہایت ہی شستہ اور سلیس، طرز بیان جوشیلا وبلیغ اور کہیں کہیں شائستگی بھی ہے۔ مندرجات مضامین معتبر ومستند ہیں ان تقاریر میں زجر وتوبیخ کی شوکت ا

پند ونصائح کی حلاوت کے ساتھ ساتھ درد وسوز اور موعظت ومعرفت کی جستجو اور بدلنے والے ذوق کے لئے ادب وانشاء کی چاشنی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

میرے لئے بڑی مسرت کی بات ہے اور کیوں نہ ہو کہ صوبہ مہاراشٹر سے کئی لعل وگہر پیدا ہوئے، انہی میں سے مؤلف بھی ہیں کہ ان کی خود نوشتہ معتبر مضامین میں وہ کامیاب چمن بندی کے باغباں سراپائے حیرت دلکش گلدستہ تیار کرنے والے اس چابکدستی پر غرق تعجب کہ تعارف نگار حیران وپریشان کہ کس خوبی کا ذکر کرے اور کس رعنائی کو نوک قلم پر لائے۔

میں برادر محترم مولوی محمد اعظم صاحب ملاوی کا نہ صرف شکر گذار ہوں بلکہ تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے اس کتاب پر چند سطور تحریر کرنے کی سعادت سے بہرہ ور کیا۔

اُمید ہے کہ ان کی یہ کاوش طلباء مدارس میں پسندیدگی، عوام میں مقبولیت، دوستوں سے تحسین، اساتذہ کرام سے دعائیں اور عند اللہ مقبولیت حاصل کریگی۔ اور مستقبل میں دینِ متین کی اہم خدمات انجام دے سکیں گے۔

اسی تعارف مؤلف کے ساتھ خود عاصی پر معاصی تعارف نگار معروف دعاء بلجہ ابرار ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

خاکپائے اسلاف

عبدالرزاق کولہاپوری ابن الشیخ مولانا محمد ضیاء الحق قاسمی

والامئی مہتمم مدرسہ قاسم العلوم چندگڑھ ضلع کولہاپور مہاراشٹر

۲۰/ذ الحجہ ۱۴۲۰ھ یوم دوشنبہ

باسمہٖ تعالیٰ

آغازِ سخن

الحمدللہ میں اپنی مناسبت طبع کے ساتھ اپنی ذاتی خیالات اور مطالعہ کی روشنی میں ان تقاریر کو قلم بند کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ ورنہ تو آپ حضرات کے سامنے تقریروں کے بے شمار تقاضاوانِ آداب واخلاق اور ہزارہا قدرداں مضمون آئے ہونگے۔ جنہوں نے اپنی ضیاء پاش کرنوں سے اخلاقی تنزلی ولادینی اور آزادروی کو ختم کیا ہوگا۔

مدّتوں سے قلب میں یہ اُمنگ یہ تمنا یہ ولولہ یہ جذبہ تھا کہ ''انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھواؤں'' اس امنگ وجذبہ کو لیکر تقاریر کا مواد جمع کیا۔ اور اس کو کتابی شکل دینے کا ارادہ کیا۔

اگرچہ میری ہمت نہیں ہورہی تھی لیکن بعض مخلص حضرات اور یارانِ باصفا نے میری ہمت افزائی کی۔ خصوصاً مولوی نسیم احمد خاں جے پوری، مولوی اطہر علی اکولوی، مولوی عبدالرزاق کولہاپوری، مولوی منیر احمد کولہاپوری، مولوی شیخ مختار بھوکری، مولوی عبدالمنان ناندیڑی، مولوی اشتیاق احمد ادگیری، مولوی سید عابد ملاوی، مولوی کوثر آفاق پربھنی، مولوی محمد فاضل احمد پوری، مولوی شکیل احمد، مولوی نثار احمد، مولوی سالار احمد، مولوی ضیاء الدین اورنگ آبادی ودیگر دوست واحباب نے بڑی محبت وشفقت سے قدم قدم

پر رہنمائی اور ہمت افزائی فرمائی۔

میں ان یارانِ باصفا کے احسانات کو فراموش نہیں کرسکتا۔ جزاء کم اللہ خیراً جزاء۔

برادرانِ عزیز! یہ کتابچہ میری طالب علمانہ دور کی پہلی کاوش ہے، رب کائنات سے امید ہے کہ مدارس کے طلبہ کو اس سے فائدہ پہونچے گا۔ اور ایسی صلاحیت جنم لیگی جس کے ذریعہ سے کوئی خطیب، کوئی ادیب، کوئی مقرر، کوئی عالم دین اپنے مافی الضمیر کو ادا کرسکے گا۔ اور گمراہ کن لوگوں کو راہِ راست پر اور بددینی کو پاکیزہ ماحول میں تبدیل کرنے کا ذریعہ بن سکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسلئے کہ: ع

باتوں سے بھی بدلی ہے کسی قوم کی تقدیر
بجلی کے چمکنے سے اندھیرے نہیں جاتے

ویسے تو نہ میں کوئی خطیب ہوں، نہ کوئی ادیب، نہ واعظ اور نہ کوئی مقرر صرف اپنی اصلاح کیلئے اور ثواب کے ارادہ سے اپنی طالب علمانہ کاوش کو پہلی بار آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

اسلئے میں تمام قارئین حضرات سے مؤدبانہ ومخلصانہ وعاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ اگر کسی تقریر میں ضعف، کمی یا کوتاہی ہو تو اسے اس شعر پر محمول کرتے ہوئے مطلع فرمائیں۔ ع

ابھی میں طفلِ مکتب ہوں نہ واعظ ہوں نہ فرزانہ
صدائے دل میں گونج رہی ہے سنا دوں حق کا پروانہ

آپ حضرات کا میں ممنون ومشکور ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ میری اس پہلی کاوش کو مقبول فرمائیں۔ اور تمام حضرات کے لئے نفع بخش بنائیں۔ اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائیں۔ آمین ثم آمین

خاکسار

محمد اعظم ملاوی

۲۰/ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ

توحید خداوندی

کیا ڈر ہے جو ہوں ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے
توحید یہ ہے کہ خدا حشر میں یہ کہہ دے
بندۂ دوعالم سے خفا میرے لئے ہے

الحمدللہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد! فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. قل ھواللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد؛ وقال فی مقام اٰخر انّ اللّٰہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء صدق اللہ العظیم.

ابھی میں طفل مکتب ہوں نہ واعظ ہوں نہ فرزانہ
صدائے دل میں گونج رہی ہے سنادوں حق کا پروانہ

برادرانِ اسلام اور معزز سامعین کرام!

میں آپ جیسے عظیم المرتبت حضرات کے سامنے توحید کے عنوان پر چند منٹ لب کشائی کی جسارت کررہا ہوں !اُمید ہے کہ آپ حضرات بغور سماعت فرمائیں گے اور اس حقیر سراپا تقصیر کی ہمت افزائی فرمائیں گے۔

حق تعالیٰ شانہ جو تمام اشیاء ارض وسماء کا خالق اور ہمارا خالق ہے۔اس وصفِ عالیہ کے ذریعہ ہمارے معلم اعلیٰ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے احکام کا نزول فرمایا۔اس مقدس ہستی نے ہمیں ایک ایسی قوت عالی بخشی جس کو ہم عقلِ سلیم سے تعبیر کرتے ہیں۔

اگر ہم اس قوت عالی کو استعمال میں لائیں تو کائنات کے ہر ذرّہ سے وحدت خداوندی کی خوشبو آئیگی۔ذرۂ کائنات تو درکنار اگر ہم خود اپنے اندر

جھانک کر دیکھیں تو وحدت ہی وحدت نظر آئے گی۔اللہ نے ہم پر بے شمار نعمتوں کا نزول فرمایا۔اس کے باوجود اگر ہم کسی معاصی کے مرتکب ہوتے ہیں۔پھر وہ ذات کریم جس کا فضل وکرم اس کے غضب پر غالب ہے ہمیں معاف فرمادیگا۔لیکن جب کوئی شرک جیسے بدترین گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو خدائے پاک خود فرماتے ہیں۔

انّ اللّٰہ لایغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء. (پارہ۵،رکوع۴،آیت۴۸)

ترجمہ: بے شک رب کائنات مشرک کی مغفرت نہیں فرمائینگے۔اور اس کے علاوہ جس کی چاہے مغفرت فرمادیتے ہیں۔

اسی لئے رب کائنات نے اپنی مخلوق کو رشد وہدایت اور صراطِ مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہ السلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔

تمام انبیاء علیہم السلام نے توحید کی تبلیغ فرمائی۔

تمام کی دعوت وحدت کی دعوت تھی۔

تمام کا مشن توحید کا مشن تھا۔

تمام کا درس قولوالا الٰہ الا اللہ تفلحوا کا تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اسی مشن کو اختیار کیا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے یٰقوم اعبدوا اللّٰہ مالکم من الٰہ غیرہ. کہہ کر پکارا۔

حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اسی طریق کو اختیار فرمایا۔
حضرت شعیب علیہ السلام نے بھی یہی سبق دیا۔
آخر میں ہمارے معلم اعلیٰ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی دعوت دی۔
تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین تبع تابعین اور تمام ائمہ مجتہدین کا منشا اور مقصد ایک ہی تھا۔ وہ توحید کا بول بالا تھا۔
اور آج کے دور میں علماء واہلسنت والجماعت یعنی علماء دیوبند کا بھی یہی مقصد ہے۔

عزیزانِ گرامی!

انبیاء علیہ السلام نے اسی دعوتِ وحدت کی خاطر تکالیف برداشت کیں۔ اسی توحید کی خاطر جلاوطن کئے گئے۔ اسی کے خاطر لوگوں کی گالیاں بے عزتی مصائب اور ظلم کو برداشت کیا۔ جب محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہِ صفا پر اعلان فرمایا کہ:
اے ریگستانِ عرب کے متوالو! اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب میں ایک لشکر جرار موجود ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے۔ کیا تم میری اس بات پر یقین کرلوگے۔ تمام نے باآواز بلند کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو صداقت وامانت کے پیکر ہیں۔ آپ غلط بیانی اور جھوٹ کیسے بول سکتے ہیں۔
اس کے بعد محسنِ انسانیت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
اے لوگو! ظلمت وظلالت، جہالت وشقاوت وحشت وبربریت کی

وادی سے نکل کر شرافت وعزت، کرامت ونجات کے راستے کو اختیار کرلو۔
اور فرمایا کہ:

قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا۔

تمام اس کلمہ مقدمہ کو پڑھ لو، کامیاب وکامران ہوجاؤگے۔
بس اتنا کہنا تھا کہ ظلمت کدۂ کفر میں ایک کہرام مچ گیا۔ تمام کفارِ مکہ حیرت زدہ تھے کہ آج محمد بن عبداللہ کو کیا ہوگیا؟ وہ اپنے آباؤ اجداد کے معبودوں کی مذمت کررہا ہے۔

برادرانِ ملت!

اس کے بعد جو دوست تھا وہ دشمن ہوجاتا ہے۔ محبت کی جگہ نفرتوں اور عداوتوں کا جنم ہوتا ہے، کم بخت ابولہب کہتا ہے کہ اے محمدؐ! کیا تو نے ہمیں اس لئے بلایا تھا کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ کر نئے دین کی اتباع کریں؟ اتنا کہہ کر پتھر برساتا ہے، ماہ رسالت کے سر مبارک سے لہو جاری ہوجاتا ہے۔ یہی وہ توحید ہے جس کی خاطر محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کی گلیوں میں پتھروں کی بارش کو برداشت کیا۔ صد افسوس! کہ آج کے مسلمان توحید ووحدت کی اہمیت وقیمت کو نہیں سمجھتے! اور شرک وکفر، الحاد وارتداد کی ظلمت اور تاریکیوں کو اپنے قلوب میں اس انداز سے جگہ اور مقام دیتے ہیں کہ شیطان ملعون بھی دیکھ کر حیرت زدہ ہوتا ہے اور کہتا ہے:۔

ابلیس کہتا ہے کہ اس کے کرتب دیکھ کر
بازی لے گیا مجھ سے مقدر تو دیکھئے

محترم حضرات!

یہی وہ رضا خانی حضرات ہیں جو اپنے آپ کو حاملان توحید اور متبع سنت ثابت کرتے ہیں۔اور وحدتِ الٰہی میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو شریک کرتے ہیں۔یہود و نصاریٰ نے جس طرح اپنے اولیاء اور انبیاء کو خدا کے ساتھ شریک کیا ویسے ہی آج کے رضا خانی کرتے ہیں۔اُس دور میں یہود قبروں پر سجدے کیا کرتے تھے۔اور آج کے دور میں رضا خانی ہے جو قبروں پر سجدے کرتے ہیں،اس دور میں یہ کام مشرکوں کا تھا اور آج بھی انہی حضرات کا ہے جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضه الذی لم یقم منه لعن الیهود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاء هم مساجد. ولولا ذالک لابرز قبره غیر انه خشی ان یتخذ مسجداً.

(بخاری جلد اوّل:ص۱۸٦)

ترجمہ:حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض میں جس سے اٹھا نہ جاسکا ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائیں کہ انہوں نے اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ نبی اکرم کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیا جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر باہر کھلی جگہ میں ہوتی!

حضرات گرامی!

لیکن خدا تعالیٰ کو اس بات کا علم تھا کہ آئندہ زمانے میں قبر پرست رضا خانی آئیں گے اور وہ اولیاء اور انبیاء کرام کی قبروں پر سجدہ کریں گے۔ان رضا خانی سے میرے نبی کی قبر کی حفاظت ہونی چاہئے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسی وقت لوگوں کے دلوں میں ڈالا کہ نبی کی قبر باہر کھلی جگہ نہ بنائیں۔

یہی وہ رضا خانی ہیں جو کلمہ طیبہ تو پڑھتے ہیں لیکن اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔یہ رضا خانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) مختارِ کل مانتے ہیں۔داماد رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حاجت رواں مشکل کشا مانتے ہیں۔عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اولاد کے خزائن آپ کے پاس ہیں۔اور بگڑی بنانے والے ہیں! خواجہ اجمیریؒ کی قبر پر سجدہ کرتے ہیں۔صابر کلیری کے مزار پر جاکر منتیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔

اے رضا خانیوں! کان کھول کر سن لو! اگر کوئی بھی ایسا عقیدہ رکھے تو وہ مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں۔اور وہ لا الہ الا اللہ کے تقاضوں کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔

ہم اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ:

مختار کل وہ ذات اقدس ہے جو بن مانگے عطا کرتا ہے۔

حاجت رواں مشکل کشا وہ ہے جسے ہر مشکل میں پکارا جائے۔

اولاد دینے والا وہ ہے۔ جو انسان کی شہ رگ سے بھی قریب ہے۔

بگڑی بنانے والا وہ ہے جو خوف سے امن دلائے۔

سجدہ کے لائق وہ ہے جس کی تسبیح ہر ذی نفس کرتی ہے۔

منتوں اور مرادوں کا پورا کرنے والا وہ ہے جس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔

ایسی ہستی کا نام اللہ ہے۔

اگر کسی کا عقیدہ ان عقائد کے خلاف ہے۔

تو

اس کا عقیدہ تعلیمات اسلامی کے خلاف ہے۔

اس کا عقیدہ مشن وطریق انبیاء کے خلاف ہے۔

اس کا عقیدہ عقائدِ صحابہ کے خلاف ہے۔

اس کا عقیدہ اہلِ سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف ہے۔

اس کا عقیدہ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے عقائد کے خلاف ہے۔

اے رضاخانیوں! میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی صریح آیت یا صریح حدیث لاؤ جس سے محسنِ کائنات مختارِ کل ثابت ہوتے ہوں۔ تا قیامت اس کو ثابت نہیں کر سکتے؟

اگر محسن انسانیت مختارِ کل ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کلی طور پر اختیار تھا کہ جس کو جو چاہے عطا کر دیں۔

اگر ایسا ہوتا......تو......

سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کی حسرتِ قلبی پوری فرما دیتے۔ جو شفیع المذنبین کے حجرۂ اقدس میں تقریباً نو سال تک رہی، اور اُمنگ وتمنا بھی کرتی رہیں لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک لڑکے کو نہلا دھلا کر بارگاہِ رسالت میں روتی ہوئی حاضر ہوئیں اور فرمایا! یارسول اللہ کاش ایسی اولاد ہماری بھی ہوتی تو یہ حجرہ آباد نظر آتا۔

اے رضاخانیوں! محسنِ کائنات کا جواب سنو! اور اپنا عقیدہ حاملانِ توحید جیسا بنالو۔ میرے آقا سردارِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اے عائشہ یہ خزانہ میرے پاس نہیں۔ یہ تو خدا کا خزانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللّٰہ.

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کہہ دیجئے میں یہ نہیں کہتا کہ تمہارے لئے اللہ کے خزانے میرے پاس ہیں۔

معزز سامعین کرام!

اس سے معلوم ہوا کہ مختارِ کل ذاتِ خداوندی ہے۔ اولاد دینے والی ذات بھی وہی ہے۔ جو ذاتِ مقدس کسی بھی شئی کی محتاج نہیں سب اس کے محتاج۔

انبیاء کرام بھی اس ذات کے محتاج

صحابہ کرام بھی اس کے محتاج

تابعین تبع تابعین بھی اس کے محتاج

خواجہ اجمیریؒ بھی خدا کے محتاج

مخدوم شاہؒ بھی خدا کے محتاج

قطب الدین بختیاریؒ بھی خدا کے محتاج

صابر کلیریؒ بھی خدا کے محتاج

ائمہ مجتہدینؒ بھی خدا کے محتاج

کائنات کا ذرّہ ذرّہ خدائے واحد کا محتاج

ان تمام باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ مستحقِ عبادت ذاتِ خداوندی ہے

مستحقِ سجدہ بھی ذاتِ خداوندی ہے۔

ہم عابد ہیں وہ معبود

ہم ساجد ہیں تو وہ مسجود

ہم سائل ہیں تو وہ مسئول

وہ خالق ہے تو ہم مخلوق

وہ ذات جس نے ہماری پرورش رحم مادر میں بھی کی۔ اس ذات کے
پر اتنے احسانات ہیں جس کو شمار کرنا محال ہے۔ اس کے باوجود اگر کو
عبادتِ باری یا ذاتِ باری یا صفاتِ باری میں کسی کو شریک کرتا ہے تو کیا
خدا پسند کرے گا ؟ کہ بچپن سے میں نے اس کو پرورش کی ۔ میرا ب
دوسرے کے دَر پر سر جھکائے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔

ہم انسان ہیں ہم یہ گوارہ نہیں کرتے کہ ہماری بیوی کسی دوسرے

نکھ لڑائے یا کوئی ہماری بیوی کی طرف نظر اُٹھا کے دیکھے، تو وہ ذاتِ
اوندی کیسے یہ برداشت کریگی۔

ادران ملت!

لیکن آج کا مسلمان نیک کام سمجھ کر خواجہ اجمیری کے قبروں پر سجدہ کرتا
ہے، نیک کام سمجھ کر شرک وکفر کی دلدل میں دھنستا جارہا ہے۔ جس سے نہ
یا میں فائدہ نہ آخرت میں۔ دونوں جگہ نقصان وخسارہ ہی ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے ہم

اللہ تعالیٰ سے دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائیں۔ اور
م رسومات سے ہماری حفاظت فرمائے اور کفر شرک سے ہم سب کی
اظت فرمائے۔ آمین۔

واخر داعوانا عن الحمد للہ رب العالمین .

سیرت محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا ، فروغ وادی سینا

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین سیّدنا ومولانا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین. امابعد! فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی القراٰن المجید والفرقان الحمید اعوذباللہ من الشیطان الرّجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم . وما ارسلناک الا مبشراً وّ نذیراً. (پارہ ۱۵، رکوع ۱۲)

میرا منہ اور سرکارِ مدینہ کی ثناء خوانی
مجھے معلوم ہے اپنے سخن کی تنگ دامانی

ادرانِ اسلام اور قابلِ قدر شخصیات!

میں اس متبرک اور پُرامن بزم میں شمعِ رسالت کی ضیاءِ حیات کو روشن کرنے کی جسارت کررہا ہوں! میری یہ بساط نہیں کہ ماہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پرلب کشائی کرسکوں۔ لیکن پھر بھی آپ جیسے عظیم المرتبت خصیات کے روبرو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کوموضوعِ گفتگو بناتا ہوں، تاکہ خود کی اصلاح ہوجائے۔ ورنہ کسی کی کیا مجال کہ سیرت النبیؐ کا احاطہ کرسکے جیسے کہ شاعرِ رسولؐ حضرت حسانؓ کا شعر ہے جوانہوں نے اپنی مجبوری ظاہر کی فرمایا:

ما ان مدحت محمداً بمقالتی
ولٰکن مدحت مقالتی بمحمد

ترجمہ: میری بساط نہیں کہ اپنے اشعار سے مدحت رسول کا حق ادا کرسکوں، ہاں! میں نے ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اشعار کی ضرور مدح سرائی کی ہے۔

کسی اُردو شاعر نے کہا:

قلم میرا قاصر، زباں میری عاجز، محمدؐ کی عظمت بتاؤں میں کیسے
ہیں محبوبِ رب، امام الرسل وہ فضائل مکمل سناؤں میں کیسے

ملّت اسلامیہ کے دھڑکتے دلو!

بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل پورے جزیرۃ العرب پر کوئی حکم حکمرانی کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اور نہ نظام مکمل تھا۔ اور عدالت، انسا امانت ودیانت، عصمت وعفت، صلاح وتقویٰ زہد وورع کا جنازہ نکل ۔شرافت وعزت کی کلیاں مُرجھا چکی تھیں۔ شرک وضلالت کی تاریکی ہر سمت آرہی تھی۔ نفرت، ظلمت، شقاوت اور عداوت کا دَور دورہ تھا۔

کسی اُردو شاعر نے کیا ہی خوب منظر کشی کی! ع

بدی کا زور تھا ہر سو جہالت کی گھٹائیں تھیں
فساد وظلم کی چاروں طرف پھیلی ہوائیں تھیں
ذرا سی بات پر تلوار چل جاتی تھی آپس میں
تو پھر جنگ آتی ہی نہ تھی دو چار کے بس میں
اگر لڑکی کی پیدائش کا گھر میں ذکر سن لیتے
تو اس معصوم کو زندہ زمین میں دفن کر دیتے

غرض جو بھی برائی تھی سب ان میں پائی جاتی تھی
نہ تھی شرم وحیا آنکھوں میں، گھر گھر میں بے حیائی تھی
مگر اللہ نے جب ان پر اپنا رحم فرمایا
تو عبداللہ کے گھر میں خدا کا لاڈلا آیا!!

قدرتِ خداوندی نے اس پرفتن دور میں شیدائیانِ لات وعزیٰ کو رشد و ہدایت کے راستے پر گامزن کرنے کے لئے وحشت وبربریت کو ختم کرنے کے لئے فاران کی چوٹیوں سے آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو طلوع فرمایا۔

مکہ میں طلوعِ آفتاب کے وقت آفتابِ رسالت، آمنہ کے لال، عبداللہ کے لختِ جگر عبدالمطلب کے نورِ نظر دوشنبہ کو اپنے تمام انوار وبرکات کے ساتھ تشریف لاتے ہیں۔ آپ ایسے وقت پیدا ہوئے جس سے لیل و نہار دونوں نے فیض حاصل کیا۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ

ایک عجیب ماحول ہے۔ نور ہی نور نظر آرہا ہے۔
پورے مکہ میں انوارِ الٰہی کا نزول ہو رہا ہے۔
ظلمت کدہ وکفرکدہ میں ایک تہلکہ مچ گیا ہے۔
لات ومنات اور عزیٰ منہ کے بل گر پڑے۔
گلزارِ ہستی میں ایک عجیب رونق پیدا ہوگئی ہے۔
چاروں سمت سے بس ایک ہی آواز سنائی دے رہی ہے۔
ایک والا آگیا۔ ایک والا آگیا۔

وہ آگئے تو آگیا دنیا میں انقلاب
اُجڑا ہوا چمن تھا گلستاں کر گئے

میرے قلب وجگر کے ساتھیو!

حضرت آمنہ خود فرماتی ہیں کہ میرا نورِ نظر لختِ جگر اس وقت کلام تو نہیں کرسکتا تھا لیکن انگشت شہادت سے کچھ اشارہ کر رہا تھا۔

وہ اشارہ کیا تھا؟

وہ اشارہ **اشھد ان لا الہ الا اللہ** کا اشارہ تھا۔

قلب آمنہ میں مسرت وخوشی کی حد نہ رہی جب محمد کی اداؤں کو دیک
لیکن کچھ غم کے اثرات بھی ہیں۔ فرماتی ہیں کہ کاش آج عبداللہ ہوتے تو ا
لختِ جگر کو جو چاند سے بھی زیادہ خوب صورت ہے دیکھ کر کتنے خوش ہوتے
اور کھلونا وغیرہ لاتے۔

غیب سے آواز آئی ہے کہ! اے آمنہ فکر مت کرو۔ میں اس کا ر
ہوں۔ مربی بھی استاذ بھی سب کچھ میں ہوں اس کا۔

اگر یہ بچہ کھلونا مانگے تو چاند کو کھلونا بنادوں گا۔

اگر سیر وتفریح کو دل چاہے تو معراج پہ بلالوں گا۔

اگر کوئی شہادت طلب کرے تو پتھروں سے بھی کلمہ پڑھادوں گا۔

اس کے بعد عبدالمطلب آتے ہیں۔ سوال کرتے ہیں۔

اے آمنہ کوئی نام سوچا ہے۔ آمنہ کہتی ہیں کہ جب سے یہ بچہ پیدا

ہے کہ زبان پر قابو ہے نہ قلب پر۔ ذہن میں کئی نام آتے ہیں، لیکن قلب میں یہ دستک ہوتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

عبدالمطلب نے کہا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ اے آمنہ اس نام کو اور اس نام کا بچہ میں نے پورے جزیرۃ العرب میں نہ دیکھا اور نہ سنا۔ آمنہ کہتی ہیں کہ آپ نے تو نام نہیں سنا ہوگا۔ اس جیسا بچہ بھی پورے جزیرۃ العرب ہی کیا۔ پورے دنیا میں موجود نہ ہوگا۔ یہ وہ بچہ ہے جس کی تعریف خود رب کائنات کرتا ہے۔

ورفعنا لک ذکرک

ملّت اسلامیہ کے پاسبانو!

آپ کا نام محمد ہی نہیں تھا، بلکہ عنوان بن گیا تھا۔ آپ کو تمام محاسن کا ایک خوب صورت گلدستہ بنادیا تھا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر

حضرت آدم علیہ السلام کی صورت تھی
حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت تھی
حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت تھی
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اخلاق تھے
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان تھی
اسحاق والی رضا صالح والی فصاحت تھی
لوط والی حکمت، یعقوب والی بشارت تھی
موسیٰ والا جلال، ایوب والا صبر تھا

یونس والی اطاعت، یوشع والا جہاد تھا
داؤد والی خوشحالی، دانیال والی محبت تھی
الیاس والا وقار، یحییٰ والی عصمت تھی اور
عیسیٰ والا زہد تھا۔

میرا نبیؐ سارے انبیاء علیہم السلام کا ایک خوبصورت گلدستہ تھا۔

اس کے بعد ع

تقدیر حلیمہ کی جاگی رحمت کے بادل چھاتے ہیں
گھر جگمگ جگمگ ہوتا ہے تشریف محمدؐ لاتے ہیں

حضرت حلیمہ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر دُبلی پتلی سواری پر سوار ہوتی ہے یہ کمزور سواری کو محمد بن عبداللہ کی برکت سے قوت عطا ہوتی ہے، اور قافلہ والوں کے سواریوں سے آگے نکل جاتی ہے۔ سبھی حیرت زدہ ہوتے ہیں کہ حلیمہ کی اتنی کمزور سواری کو اتنی قوت وطاقت کہاں سے مل گئی کہ اتنی تیز چل رہی ہے۔

حلیمہ جب گھر پہونچتی ہیں تو تمام گھر انوار وبرکات سے پُر تھا۔

سبحان اللہ سبحان اللہ حلیمہ کی شان

کسی شاعر نے کہا ع

محمد کی کہلائی مادر حلیمہ
تیری شان اللہ اکبر حلیمہ
تیری بکریوں کو وہ پانی پلائیں
جو ہے ساقی آبِ کوثر حلیمہ

برادرانِ اسلام!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شباب کا دَور بھی عجیب ہے۔ محسنِ انسانیت اپنے چچا کے ہمراہ شام کا سفر فرمایا تجارت کی غرض سے راستے میں ایک راہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور تورات کی تمام علامات پر غور کیا۔ تو ابوطالب سے کہا کہ اس بچہ کو آگے مت لیجاؤ۔ یہیں سے واپس ہوجاؤ۔ جو علامات میں نے تورات میں پڑھی تھیں وہ تمام اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ شاید کہ یہ آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہے۔ ابوطالب وہیں سے واپس روانہ ہوگئے۔ اس سفر میں ابوطالب کو بہت نفع ہوا۔

محسنِ انسانیت جس طرح اخلاقاً وکرداراً خوبصورت تھے اسی طرح حسن وجمال کے اعتبار سے بہت خوبصورت تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کران مصر کی عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ دی تھیں۔ اگر وہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتیں تو اپنے دل کاٹ دیتیں۔ اگر میں حسنِ صفاتی اور جمال وکمالِ ذاتی بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو شیخ سعدیؒ کا شعر یاد آتا ہے۔ ع

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِهٖ ۞ کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ ۞ صَلُّوا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ

اس کے بعد کوئی سیرت نگار کوئی اَدیب کیسے جرأت کرسکتا ہے کہ اس عنوان پر بحث کی جائے۔

جب شمس وقمر نے خاتم النبیین، ختم الرسل آقائے کل اور ہادی سبل کو دیکھا تو پکار اُٹھے کہ ؎

صحنِ چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھاگئے

شیدائیانِ اسلام!

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے عہدۂ نبوت ورسالت پر فائز ہوتے ہی اعلانِ حق کر دیا۔ لوگوں کو توحید اور ایمان سمجھایا، شرک وکفر کو مٹا کر وحدتِ خداوندی کا بول بالا کیا۔ عداوت اور نفرتوں کو صداقت ومحبت میں تبدیل کیا۔ شیطانیت وظلمت کی جگہ ایمان اور ضیاء کو لایا آپ نے ایک ایسا انقلاب برپا کیا کہ جس کے نتیجہ میں صحابہ کرام کی مقدس جماعت تیار ہوئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وتربیت کا یہ کمال تھا کہ:

آپ نے شرک کدہ کو توحید کدہ بنا دیا۔

کفر کدہ کو عبادت کدہ بنادیا۔

راہ زن کو راہبر بنایا۔

پورے جزیرۃ العرب کو گلستاں بنا دیا۔

اسلام کا پرچم چاروں سمت لہراتے ہوئے نظر آنے لگا۔

درسگاہِ رسالت سے ایک مقدس گروہ نے تربیت پائی اور پوری دنیا پر چھاگئے۔

انہوں نے حق کو پھیلایا، باطل کو مٹایا۔

اسلام کے غیور مسلمانوں!

جتنے بھی سیرت نگاروں نے مقرروں نے خطیبوں نے اور دانشوروں نے اور ادیبوں نے سیرتِ رسول اکرم پر اپنی وسعت کے موافق کوششیں کیں لیکن آخر میں یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ:

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ ۞ بَعدَ از خُدا بُزرگ توئی قِصّہ مُختصر

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو حیاتِ طیبہ کو نمونہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر نیک کام کی ہمت دے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ

نماز کی فضیلت واہمیت

وہ سجدہ روحِ زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر ومحراب

الحمدللّٰہ الذی بیدہ تصریف الاحوال والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدہ المرسلین والنبیین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین. امابعد. فقد قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المبین. فاعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم. بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ؕ انّ الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰۃ. صدق اللّٰہ مولانا ہ العظیم وصدق رسولہ النّبی الکریم.

وہ سجدہ روح زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

پیروان نجوم ہدایت وجانثاران ماہِ رسالت!

اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسانِ عظیم یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ہمیں اس متبرک ومنور مجلس میں بیٹھنے کی توفیق دی۔ بہت دنوں سے قلب میں آرزو وتمناتھی کہ آپ حضرات کے روبرونماز کوموضوع گفتگو بناؤں اس مقصد کو سامنے رکھ کرلب کشائی کی جسارت کرر ہا ہوں اور میں اپنے آپ کو بہت ہی خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ آپ جیسے معظم ومکرم حضرات کے مابین لب کشائی کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سماع سے زیادہ عمل پیرابنائے۔ آمین۔

خالق السمٰوات والارض نے امت مسلمہ اوراپنے حبیب محسن کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کو بے بہا نعمتوں سے نوازا۔ اور ہمیشہ تحفوں سے سرفراز فرماتا رہا۔ ان نعمتوں میں سے ایک اعلیٰ وارفع تحفہ نماز کا تحفہ ہے۔ اس متبرک تحفہ کی فضیلت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حج کو فرش پر نازل فرمایا۔

حج کو فرش پر نازل فرمایا۔

روزہ کو فرش پر نازل فرمایا۔

زکوٰۃ کو بھی فرش پر نازل فرمایا۔

ایمان کو بھی فرش پر نازل فرمایا۔

تمام احکام کو فرش پر نازل فرمایا۔

لیکن جب نماز کی باری آئی تو رب کائنات نے اپنے محبوب محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ ہم آپ کو ایک قیمتی تحفہ دینے والے ہیں۔ یہ تحفہ بہت اعلیٰ ہے۔ یہ تحفہ بہت ارفع ہے۔ اور اعلیٰ وارفع شے کو اعلیٰ ہی جگہ عطا کیا جاتا ہے، لہٰذا نماز کو عرش الٰہی پر بلا کر عطا کیا گیا۔

برادرانِ اسلام!

توحید اور ایمان کے بعد انبیاء علیہ السلام نے نماز ہی کو اہمیت دی ہے نماز کی تلقین کی ہے۔ قرآن میں جگہ جگہ پر اقیموا الصلوٰۃ، اقیموا الصلوٰۃ ذکر کیا گیا ہے۔ کہیں پر یہ الفاظ ذکر کئے ہیں یا ایها الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ. ترجمہ: اے مومنو! صبر اور نماز کے ذریعہ سے مدد طلب کرو۔

جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے تحفہ کا ذکر کیا اور نماز کی بشارت دی تو تمام صحابہ کرام جھوم اُٹھے۔

سبحان اللہ۔ اب تو نمازوں کے ذریعہ ہم ہر مشکل آسان کردینگے۔

اب تو ہمیں خدا سے مانگنے کا واسطہ اور وسیلہ مل گیا۔

پانچ وقت کی نماز ادا کریں اور پانچ سو نماز کا ثواب ملے۔

نماز جنت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

نماز رضاء الٰہی حاصل کرنے کا وسیلہ ہے۔

نماز رسول کی محبت حاصل کرنے کا واسطہ ہے۔ ع

دل میں ہر ایک انسان کے حسرت ہے جہاں کی
وہ باغ جہاں سَر کو جھکانے میں ملے گا

عزیزانِ گرامی!

کوئی متقی نماز کے بغیر متقی ہو نہیں سکتا۔ کوئی ولی نماز کے بغیر ولی نہیں ہوسکتا۔ کوئی قطب نماز کے بغیر قطب نہیں ہوسکتا۔

حضورؐ نے بھی نماز ادا کی۔

صحابہ کرام نے بھی نماز کی پابندی کی۔

تابعین نے بھی نماز پر دوامت کی۔

تبع تابعین نے بھی ترکِ نماز نہیں کی۔

ائمہ مجتہدین نے بھی نماز کو پکڑے رکھا۔

اولیاء کرام نے بھی نماز کو اختیار کیا۔

کوئی بتادو! کہ کسی نبی نے نماز ترک کی ہو اور نبی بن گیا؟
کوئی ولی نماز کے بغیر ولی ہو گیا ہو؟
کوئی قطب نماز کے بغیر قطب بن گیا ہو؟
کوئی ابدال نماز کے بغیر ابدال بن گیا ہو؟
کوئی امام نماز کے بغیر امام بن گیا ہو؟
آپ بتا ہی نہیں سکتے! اسلئے کہ یہ عمل محبوب عمل ہے۔
نماز سے قلوب کو نورانیت ملتی ہے۔
نماز سے ایمان وعقائد کو قوت ملتی ہے۔
نماز زندگی کو آفتاب سے زیادہ روشن کر دیتی ہے۔
نماز اس وقت چراغ کا کام کرتی ہے جہاں پر چاروں سمت اندھیرا اندھیرا ہو۔ (یعنی قبر میں)
نماز مصائب و پریشانی کو ٹال دیتی ہے۔
نماز سے انسان افضل وارفع ہوتا ہے۔
کیوں نہ ہو! نماز ہے ہی ایسا تحفہ جس سے شیطان کا منہ کالا ہو جاتا ہے۔

برادرانِ ملّت!

نماز ہی سے فیصلہ ہوتا ہے کون متقی، کون شقی، کون انسان، کون شیطان، کون مسلم، کون غیر مسلم۔ یہ امتیاز نماز سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔
میں بغیر حوالے کے بات نہیں کہتا۔ مشکوٰۃ شریف اٹھاؤ صفحہ ۵۸، پر دیکھو۔
حضرت جابر روایت فرماتے ہیں کہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰۃ.

ترجمہ: بندے اور کفر کے درمیان صرف نماز کا ترک کرنا ہے۔
مشکوٰۃ شریف کے اسی صفحہ پر دیکھیں اور ایک حدیث ہے جس کے راوی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

العھد بیننا وبینھم الصلوٰۃ فمن ترکھا فقد کفر.

ترجمہ: ہمارے اور منافقین کے مابین عہد ہے وہ نماز ہے۔ پس جس نے اس کو ترک کیا گویا اس نے کفر کیا۔
حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر.

ترجمہ: جس نے جان بوجھ کر نماز کو ترک کیا گویا اس نے کفر کیا۔
ان تمام احادیث کی روشنی میں نماز کی اہمیت اظہر من الشمس ہوتی ہے۔ اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بتایا ہے الفاظ یوں ہے **قرۃ عینی فی الصلوٰۃ.**
جب بندہ رب کائنات کے دربار میں اپنا سر خم کرتا ہے تو محسن کائنات کے آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے اور تارک الصلوٰۃ سے نبی آخرالزماں کو تکلیف ہوتی ہے۔ جس نے بھی محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہونچائی گویا اس کی دنیا وآخرت برباد ہے۔
جب بندہ نماز کو ادا کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اپنے تمام انوار وبرکات کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں اور بندہ رحمتِ خداوندی کا محور بن جاتا ہے۔

کسی شاعر نے کہا: ع

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

شیدائیانِ اسلام!

قیامت کے دن سب سے قبل نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔ اس دن کسی کا کوئی نہ ہوگا۔ انسان خود کے پسینے میں ڈوبتے ہوں گے۔ ہر شے نفسی نفسی پکارے گی۔ اس وقت سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔

ماہِ رسالت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

اوّل مایحاسب به العبد یوم القیامة الصلوٰة فان صلحت صلح سائر عمله وان فسدت فسد. (طبرانی)

ترجمہ: یوم قیامت میں سب سے پہلے (حقوق اللہ) میں نماز کا حساب لیا جائے گا اگر نماز درست نکل آئی تو تمام اعمال درست اور اگر نماز ہی خراب نکلی تو سارے اعمال بے کار ہیں۔

کسی شاعر نے کہا: ع

روزِ محشر کی جاں گداز بود
اوّلین پرسشِ نماز بود

جب نماز درست ہے تو تمام اعمال قبول
حج بھی قبول ہوگا۔
زکوٰۃ بھی قبول ہوگی۔

روزہ بھی قبول ہوگا۔
اور دیگر اعمالِ صالحہ بھی مقبول ہونگے۔
اور اگر نماز ہی درست نہ ہو تو سختی کے ساتھ امتحان ہوگا۔ اللہ ہم سب کا امتحان آسانی سے فرمائیں۔

جاں نثارانِ ماہِ رسالت!

آج کے دور میں بہت خوب صورت اور عالیشان مسجدیں تعمیر کی جاتی ہیں لیکن اس میں اللہ کو یاد کرنے والے بہت کم نظر آتے ہیں اس کو آباد کرنے والے بہت کم نظر آئیں گے۔ بعض جگہ تو عالیشان مسجدیں ویران اور قبرستان نظر آتی ہیں۔ ع

پہلے مسجدیں تھیں کچی تو پکے تھے نمازی
آج مسجدیں ہیں پکی تو کچے ہیں نمازی

نماز کی اہمیت ہر مسلمان کے قلب میں ایسی ہونی چاہئے۔ جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قلب میں تھی حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم امامت فرمارہے ہیں۔

آپ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ آپ زخمی ہوگئے۔ فوراً عمر فاروقؓ نے عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر امامت کے لئے آگے بڑھادیا۔ اور امت مسلمہ کو یہ سبق دیا کہ میری فکر مت کرنا۔ نماز کی فکر کرو۔ اسلئے کہ ع

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی ۞ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خون بہت زیادہ بہہ چکا تھا۔ جس کی

بناء پر غشی طاری ہوجاتی۔ غشی کے ازالہ کے بعد کسی نے عمر فاروق سے کہا کہ
نماز کا وقت آگیا ہے۔

عمرؓ فرماتے ہیں۔ نعم! لا خط فی الاسلام لمن لا صلوٰۃ لہ۔

ترجمہ: نماز ضرور پڑھنی ہے۔ جس نے نماز نہیں پڑھی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

برادران اسلام!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الصّلوٰۃ عماد الدین فمن اقامہا اقام الدین ومن ھدمہا ھدم الدین۔

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے نماز کو قائم کیا اُس نے دین کو قائم کیا۔ اور جس نے نماز کو منہدم کیا اُس نے دین کو منہدم کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی حالت میں نماز ادا کی اور فرمایا کہ جب میں نماز پڑھنے سے عاجز ہوگیا ہوں تو زندہ رہنے میں کوئی لطف نہیں۔

ایسی زندگی میں کیا مزہ جس سے احکام الٰہی میں کوتاہی آجائے۔

کسی شاعر نے کہا کہ: ع

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

صحابہ کرام کے اندر شوقِ نماز بہت زیادہ تھا۔ جس کی بنا پر ان کو رضوان اللہ علیہم کا سرٹیفکیٹ ملا۔

بے نمازی کو تو زمین بھی پسند نہیں کرتی کہ یہ میرے اندر دفن ہوجائے

اس پر میں آپ کو ایک واقعہ بتاتا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلافت کا دور ہے۔ ایک بڑھیا کا تیل زمین پر گر جاتا ہے۔ تو وہ دربارِ امیر المومنین میں حاضر ہوتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ زمین نے میرا تیل چوس لیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک پُرزا لیتے ہیں اس پر کچھ لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس پُرزے کو اس جگہ پر رکھنا جہاں پر تمہارا تیل گر گیا۔ وہ بڑھیا ایسا ہی کرتی ہے فوراً زمین پورا تیل اُگل دیتی ہے۔ تمام لوگ حیرت زدہ ہوتے ہیں کہ یہ کیسا ماجرا ہے۔

اس پرزے کو کھول کر دیکھتے ہیں تو اس میں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اے زمین! اس بڑھیا کا تیل فوراً واپس کردے ورنہ میں تجھ میں ایسے شخص کو دفن کروں گا جو تارکِ صلوٰۃ ہے۔

حضرات سامعین کرام!

ہمیں اس عبرت ناک واقعہ سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ زمین تارک صلوٰۃ کو پسند نہیں کرتی۔ اگر ہم نمازیں چھوڑیں گے تو قبر میں جانے کے بعد ہمارے ساتھ زمین کیا معاملہ کرے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قبر کے عذاب سے محفوظ فرمائے اور نماز کا ہمیں پابند بنائے۔

میں اس شعر کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

پڑھ نماز پنجگانہ، نہ کر کوئی بہانہ ۞ اس میں ہے تیری جنت ورنہ دوزخ ہے تیرا ٹھکانہ

وما علینا الا البلاغ

مسلمان اور اتحاد و اتفاق

ایک ہو جائے تو بن سکتے ہیں خورشید مبین
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

الحمدلله الذی جعل المومنون كبنيان مرصوص وبعث لهد ايتهم رُسُلَهٗ بالخصوص والصلوٰة والسلام على سيدنا ومولانا محمد وعلىٰ اٰله واصحابه رضوان الله تعالىٰ اجمعين .امابعد! قال تعالىٰ تبارک وتعالىٰ فی کتاب الحمید فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم. واعتصموا بحبل الله جميعاً ولاتفرقوا واذكروا نعمته الله عليكم اذكنتم اعداءً فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمتهٖ اخوانا (الاية) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المسلم اخ المسلم وقال فی مقام اٰخر. المسلمون كجسد واحد(او كما قال عليه السلام).

نفرت کی بات ہے نہ عداوت کی بات ہے
میری زبان پہ صرف محبت کی بات ہے
اس دورِ انتشار میں آپس کی دشمنی
سوچو! جو غور سے تو قیامت کی بات ہے
دیوار نفرتوں کی گراؤ تو بات ہے
انسان کا شعور جگاؤ تو بات ہے
ظلمت میں زندگی کی محبت کے نام پر
قندیل دوستی کی جلاؤ تو بات ہے

شیدائیانِ اسلام اور عزیز دوستو!

میں آپ جیسے عظیم المرتبت اشخاص کے روبرو اتحاد و یک جہتی کے

عنوان پرلب کشائی کی ہمت کررہا ہوں۔ یہ سب آپ حضرات کی کرم فرمائی اور محبت کا نتیجہ ہے ورنہ

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل

آج مسلمانوں کے اندر نفرتوں وعداوتوں کی خلیج اور آپسی تنازعے کی ایک مہلک بیماری ہر مسلمان کے رگ رگ وریشے میں سما چکی ہے، ہمارے اندر اختلافات، تنازعات اور تشاجرات نے جنم لے لیا ہے۔ جس کی بنا پر مسلمان ذلت ورسوائی کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے مسلمانوں کی مختلف جماعتوں اور تنظیموں میں آپس میں اتحاد واتفاق باقی نہیں۔

کوئی اپنے آپ کو سنی کہتا ہے۔

کوئی اپنے آپ کو شیعہ کہتا ہے۔

کوئی اپنے آپ کو مودودی کہتا ہے۔

کوئی اپنے آپ کو بریلوی کہتا ہے۔

کوئی اپنے آپ کو دیوبندی کہتا ہے۔

مسلمانوں کی مختلف تنظیموں نے آپسی اتحاد واتفاق کو باقی نہیں رکھا ایسا کیوں ہورہا؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

صرف ایک بنیاد ایسی ہے جس پر مسلمانوں کے تمام گروپ اور تمام تنظیمیں متحد ہوسکتی ہیں۔

وہ بنیاد قرآن واحادیث ہے۔

قرآن پر شیعہ، سنی، بریلوی، مودودی، دیوبندی تمام تنظیمیں ایمان

رکھتی ہیں۔ قرآن کی فریاد وللکار سننے کیلئے تمام جماعتیں اور تمام تنظیمیں ایک پلیٹ فارم پر آسکتی ہیں۔ سب متحد ہوسکتے ہیں۔

برادرانِ ملّت!

نفرتوں وتنازعات کی خلیج کو دور کیا جاسکتا ہے۔ عداوت وتشاجرات کی دیوار کو منہدم کیا جاسکتا ہے۔

شرط یہ ہے کہ ہم قرآن کی للکار کو سننے والے ہوں۔

ہم مسلمان ہیں۔

قرآن پر ہمارا ایمان ہے۔

احکام پر بھی ایمان ہے۔

رہبر ہمارا قرآن ہے۔

ہادیٔ رسول کا فرمان ہے۔

جس پر سب کچھ قربان ہے۔

تو آیئے قرآن کا فرمان سنئے! رسول کا فرمان سنئے! اور اپنے زندگی سے نفرتوں اور تنازعاتوں کی دیوار کو گرا ڈالیں۔

قرآن کہتا ہے: انّ ھٰذہ امتکم امة واحدة وانا ربکم فاتقون.

جب قرآن ہمیں ایک کہہ رہا ہے۔ رسول کا فرمان یہ بتا رہا ہے کہ ہم ایک جسم کے مانند ہے۔

تو پھر ہمارے اندر اختلافات نے جنم کیوں لیا؟

ہمارے اندر تنازعات وعداوت پیدا کیوں ہوئی؟

ہم الگ الگ اور منفرد کیوں ہیں؟

اس کی وجہ کیا ہے؟

یادرکھیں! جس قوم وملت نے انتشار واختلافات وتنازعات کو اختیار کیا اس قوم نے کبھی بھی کامیابی وکامرانی کا چہرہ نہیں دیکھا اور ذلت ورسوائی کے گہرے اور اندھیرے کنوئیں میں گر گئے۔ اور جس قوم وملت نے اجتماعیت ووحدت اور یکجہتی کو اختیار کیا وہ ہمیشہ فلاح وکامرانی کے اونچے اونچے پہاڑوں پر نظر آئے۔

شریعت اسلامی نے اتحاد واتفاق کو پسند کیا۔

اختلافات وتنازعات کو دور رکھنا پسند کرتی ہے۔

اسلام آپسی محبت واخوت کو چاہتا ہے۔

لیکن آج مسلمانوں نے شریعت اسلامی کو فضول بحث وتکرار اور آپسی ضد سے کچھ کا کچھ بنادیا۔ سیکڑوں ٹولیاں اور جماعتیں آپس میں بنی، اس ملت کی ایک ایسی دُرگت بنی کہ دوسروں کو راہ ہدایت تو کیا بتا سکتے خود آپس میں اختلافات وتنازعات کی دنیا آباد کرکے دین میں متفرق ہوکر ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آراء ہوگئے۔

اسلام کے غیور نوجوانو!

یہ آپسی مناظرہ بازی اور مذہبی اختلافات کی بناپر سیکڑوں غیر مسلم مسلمان ہونے سے رُک گئے۔

ڈاکٹر امبیڈکر جو ہریجنوں اور ہندو پسماندہ ذاتوں کے سب سے مقبول رہنما تھے۔ ہندوستان کی پوری ہریجن آبادی کے ساتھ اسلام قبول

کرنے کے خواہشمند تھے۔ گاندھی جی کو جب پتہ چلا تو انہوں نے ڈاکٹر امبیڈکر سے پوچھا کہ تم کونسا اسلام قبول کرنا چاہتے ہو۔

شیعہ مسلمان ہونا چاہتے ہو یا سنی مسلمان؟

اگر شیعہ مسلمان ہونا چاہتے ہو اس میں بھی بہت سارے مذہبی فرقے ہیں، کس فرقے کا اسلام قبول کروگے؟

اور اگر سنی ہونا چاہتے ہو تو اس میں بھی بہت سارے مذہبی فرقے ہیں، کس فرقے کا اسلام قبول کروگے؟

اور اگر سنی ہونا چاہتے ہو تو اس میں بھی بہت سارے فرقے ہیں:

کوئی وہابی ہے۔

کوئی مودودی ہے۔

کوئی بریلوی ہے۔

کوئی دیوبندی ہے۔

اور ان سب میں آپس میں ایسی نفرت ہے کہ ایک دوسرے کو داخلِ اسلام نہیں مانتے!

ڈاکٹر امبیڈکر نے اس گفتگو کے بعد اپنا ارادہ تبدیل کردیا۔ اور کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ اسلام میں ذات پات نہیں ہوتی۔ اور اسی لئے میں اس مذہب کو پسند کرتا تھا!

یہ وہ عبرت کی داستان ہے جس کی سیاہی ابھی تک تاریخ کے صفحات میں خشک بھی نہیں ہوئی۔

اے لاالہ کے وارث باقی نہیں تجھ میں
گفتار دلبرانہ ، کردار قاہرانہ
تیری نگاہ دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ

دردمندانِ اسلام!

یہ سب کچھ ہمارے ہی اختلاف وتنازعات کی وجہ سے ہورہا ہے ابھی وقت ہے! تفرقہ بازی ومناظرہ بازی ترک کردو۔اور ایک پلیٹ فارم پر آجاؤ۔آج جو بھی ظلم وستم کے پہاڑ مسلمانوں کو برداشت کر.نے پڑرہے ہیں وہ آپسی پھوٹ اورنفاق کی بناء پر ہورہا ہے۔

قرآن للکار کر کہتا ہے:واعتصموا بحبل اللہ جمیعاو لا تفرقوا
(پارہ۴،رکوع۲)

تمام اللہ کی رسی کومضبوطی کے ساتھ پکڑلو۔اورتفرقہ بازی مت کرو۔
قرآن وحدیث کی فرمائش وحدت واتفاق ہے۔
اللہ ورسول کی خواہش تنازعات وعداوت کودور کرنا۔
اسلام وشریعت کی پسند محبت واخوت ہے۔
کسی شاعر نے کہا: ؏

ایک ہوجائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبین
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیابات بنے

شیدائیانِ ملت!

رسول اللہؐ کے فرمان پر غور تو کرو! محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:المومن للمومن کا لبنیان یشد بعضہ بعضا.
(بخاری:ص۸۹۰رج۲)

ترجمہ:ایک مومن دوسرے مومن کیلئے ایسا ہے جیسے کہ ستون کوایک دوسرے سے باندھا گیاہو!

حدیث کے اندرغورتو کریں۔چاروں سووحدت،اخوت ومحبت ہی نظر آئیگی۔لیکن آج وہ ایمان والا جو فرمانِ رسول پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔آپسی اختلافات میں پڑا ہوا ہے،ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو تکلیف وایذاپہونچانے میں گریز بھی نہیں کرتا۔حالانکہ محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے کہ:

المسلمون کجسد واحد:
ترجمہ:مسلمان نیک جسم کے مانند ہے۔
مسلمان کوایسا ہونا چاہئے تھا کہ
ایک مسلمان کوتکلیف پہونچے تودوسرا مسلمان تکلیف کومحسوس کرے۔
ایک مسلمان کوچوٹ لگ جائے تو دوسرا یہ کہتے ہوئے اخوت کاحق اداکرے۔
چوٹ لگے تجھ کوتو درد مجھے ہوتا ہے
ربّ کائنات کے فرمان پرغور کرو،ارشادفرماتا ہے۔
انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم .(الآیۃ)

قرآن ہم سب مسلمانوں کو بھائی کہتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ماہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

المسلم اخ المسلم۔

فرمان رسول سے بھی اخوت ثابت ہے۔......تو......

پھر کیوں ہم قرآن کے خلاف قدم اُٹھاتے ہیں؟

کیوں رسول اللہؐ کے فرمان کے خلاف قدم اٹھاتے ہیں؟

آپسی اختلافات وتنازعات میں کیوں پھنسے ہوئے ہیں؟

برادرانِ اسلام!

ہم مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

ہم شعیہ بعد میں ہیں سب سے پہلے مسلمان۔

ہم بریلوی بعد میں ہیں سب سے پہلے مسلمان۔

ہم سنّی بعد میں ہیں سب سے پہلے مسلمان۔

ہم مودودی بعد میں ہیں سب سے پہلے مسلمان۔

ہم دیوبندی بعد میں ہیں سب سے پہلے مسلمان۔

ہم سب قرآن وحدیث کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اس پر ایمان رکھتے ہیں تو آیئے۔

ہم اختلافات وانتشار کو ہم سے دور کردیں۔

ہم عداوت وتنازعات کو ہم سے دور کردیں۔

ہم آپسی تفرقہ بازی ومناظرہ بازی کو ہم سے دور کردیں۔

اور

فرمانِ قرآن وفرمانِ رسول کے پلیٹ فارم پر متحد ہوجائیں۔تو کسی کی کیا مجال؟ کہ ہمارا مقابلہ کرسکے۔

اسلئے کہ ظلم وزیادتی کا مقابلہ کرنے کے لئے جماعتی قوت درکار ہے۔

ہمیں آپسی پھوٹ اور آپسی حسد وکینہ وبغض کو دور رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں قرآن وحدیث کو دستور عمل بنانے کی توفیق دیں۔اور اتحاد واتفاق وحدت جیسے نعمتوں سے نوازیں اور اختلافات، تنازعات وانتشار جیسی منحوس لعنت سے ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔آمین۔

ایک ہوجائیں تو بن سکتے ہو خورشید مبین
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

واٰخر دعوانا عن الحمدللہ رب العالمین .

عصرِ حاضر اور اہلِ ایمان

مقتل کی طرف اب جاتے ہیں اے موت تیرے لب چوم کے ہم
لے جام شہادت پیتے ہیں ساقی کی ادا پہ جھوم کے ہم
ہم شمع یقین کے پروانے شعلوں سے محبت کرتے ہیں
اے زیست! ہماری راہوں سے ہٹ ہم موت کی عزت کرتے ہیں

الحمدللّٰہ لولیہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ محمد وعلیٰ الٰہٖ واصحابہ اجمعین امابعد! فاعوذباللّٰہ من الشیطان الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. ان تنصر اللّٰہ ینصرکم وثبت اقدامکم وقال اللّٰہ فی موضع آخر! ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین. صدق اللہ العظیم.

جب گلستاں کو خوں کی ضرورت پڑی
سب سے پہلے ہی گردن ہماری کٹی
اب کہتے ہیں ہم سے یہ اہلِ چمن!
یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں

ملت اسلامیہ کے پاسبانو!

آج میں آپ حضرات کے سامنے ہندوستان کے مسلمانوں پر ہونے والے سیاسی ظلم وستم اور دینِ اسلام کو جڑ سے ختم کرنے کی ناپاک اور گھناؤنی سازش اور کوشش کے موضوع پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اُمید ہے کہ بغور سماعت فرمائیں گے۔

وہ ہندوستان جس کی حریت کے باغ کو مسلمانوں نے اپنے خونِ جگر سے سینچا تھا۔ وہ ہندوستان جس کی آزادی کے خاطر بحرنا آشنائے ساحل میں کود پڑے تھے۔ اور موجوں سے کھیلتے ہوئے منجھدھار تک جاپہونچے

تھے۔بے پناہ قربانیوں کے ذریعہ اس کو پروان چڑھایا تھا۔

آج اسی ہندوستان میں مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں پہونچائی جارہی ہیں۔مسلمانوں کے قلوب سے اسلام کی محبت کو ختم کرنے کی نہایت ہی گھناؤنی اور ناپاک سازشیں ہورہی ہیں۔

اس میں شک وشبہ نہیں کہ دنیا میں حق وباطل کا تصادم روز ازلی سے جاری ہے ظالم وجابر طاقتور وکمزور ومظلوم کی کہانیاں بہت قدیم ہیں۔خرمن انسانیت پر کئی بار بجلیاں گری ہیں۔باغ آدم میں کئی آندھیاں آئی ہیں۔وحشت و بربریت نے بارہا انسانیت کا منہ نوچا ہے۔اور حوانیت کا ننگا ناچ کیا ہے۔

اور اس میں شک نہیں کہ:

ہم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ہم مظلوم وبے قصور کو فرقہ پرستوں نے ظلم وستم کا نشانہ بنایا ہے۔ہماری ماؤں بہنوں کی عزت وآبرو لوٹی جارہی ہے۔

برادران ملت!

یوں تو ہندوستان میں کسی بھی دور میں مسلمانوں کا حامی کوئی نہیں تھا۔ لیکن جب سے فرقہ پرستوں نے ہندوستان میں جنم لیا۔اس وقت سے مسلمانوں کی رہی سہی سکون وچین چھن گیا ہے، کیونکہ ان فرقہ پرستوں نے ہمہ وقت مذہب اسلام کو مٹانے کے لئے نہ جانے کیسی کیسی رچنا رچی ہیں۔

غور تو کریں!

کبھی وندے ماترم جیسی گندی وناپاک چیز کی نافذ کرنے کا حکم ہ

ہے۔جس کی وجہ سے نیند حرام ہوگئی تھی۔

آج بھی بہت سارے اسکولوں میں یہ گیت گائے جاتے ہیں۔

جس گیت میں سراسر کفر بھرا ہوا ہے۔

جس گیت کو ایک بار پڑھنے سے انسان خارج اسلام ہوجاتا ہے۔

جس گیت کو ایک بار پڑھنے سے مسلمان مسلمان نہیں رہتا۔

آج وہی گیت ہندوستان کے مدارس ومکاتب میں پڑھنے کے لئے بچوں کو مجبور کیا جارہا ہے۔آج ہندوستان میں مدارس ومکاتب کو ختم کرنے کی کوششیں کیجارہی ہیں۔ہندوستان کے مدارس کو دہشت گردی کا اڈہ قرار دیا جارہا ہے۔اور یہ الزام لگایا جارہا ہے کہ جتنے بھی فسادات ہورہے ہیں ان کے پیشوا لیڈر یہ ملاّ ہیں۔اس لئے پہلے ان کو ختم کیا جائے۔اور اس کی آسان صورت یہ نکالی گئی کہ اب مسلمان کسی بھی مدارس ومکاتب کو اور مساجد کو ختم کردیا جائے۔اسی وجہ سے ہماری عبادت گاہوں پر پابندی لگادی گئی ہے کہ اب مسلمان کسی بھی مدارس ومکاتب اور مساجد کو نہیں بنا سکتے۔

لیکن شاید ان کو معلوم نہیں کہ مسلمانوں کی جب تک سانس چلتی رہے گی اس وقت تک دین اسلام پر اور مکاتب ومساجد پر کسی طرح کی آنچ نہ آنے دینگے۔

ہم تمہاری دھمکیوں سے خوف کھا سکتے نہیں
ظلم کے آگے ہم اپنا سر جھکا سکتے نہیں

اور

ہے یہی تاریخ اپنی ، ہے یہی اپنا فلسفہ
ہم زمانے میں دبانے سے اُبھرتے ہیں سدا

عزیزانِ گرامی!

اگر وطن ہماری جان مانگے تو جان دینگے۔
اگر وطن ہمارا مال مانگے تو مال دیں گے۔
اگر وطن ہماری اولاد مانگے تو اولاد دینگے۔
اگر وطن ہمارا تن من دھن مانگے تو سب کچھ دینگے۔

لیکن

یہ نہیں ہوسکتا کہ مسلمان نبیؐ کی جاہ وجلال دیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ مسلمان آخرت کو چھوڑ کر دنیا کو ترجیح دیں۔

آپ حضرات کو وہ تاریخ یاد ہوگی کہ انگریزوں کی ظلم وزیادتی جب حد سے آگے بڑھی اور انہوں نے اسلامی قلعہ کو مسمار کر کے اس پر تثلیثی عقیدے کی بنیاد رکھنا چاہا تھا تو سب سے پہلے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ میدانِ جہاد میں بے جھجک کود پڑے اور افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر کے جذبۂ بیکراں سے سرشار ہوکر ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا۔ اور انگریزوں کے خلاف محاذ جنگ قائم کیا۔ اور اس بات کا تہیہ کرلیا تھا کہ غلامی کی زنجیر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہی دم لیں گے۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو مصائب ومشکلات کے کن کن

مراحل ودشوار گذار گھاٹیوں اور وادیوں سے گذرنا پڑا۔ وہ تاریخ کا ایک المناک باب ہے۔

کسی شاعر نے کہا کہ: ع

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے
مجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

برادرانِ ملت!

وہ ٹیپو سلطان ہی کی ذات تھی جس نے یہ کہکر کہ گیدڑ کی سو برس کی زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔ لوگوں کی رگِ مُردہ میں آزادی کی برقی لہر دوڑادی تھی۔ اور خود بھی انگریزوں کیخلاف برسرِ پیکار رہے یہاں تک کہ میسور کی دھرتی پر خون کا آخری قطرہ بھی آزادی کی خاطر بہا کر شہید ہوگئے۔

اگر یہ مسلم قائدین کا قافلہ غلام ہندوستان کے پُرپیچ اور بھیانک جنگل میں آزادی کی شاہِ راہ بنانے کی غرض سے سرگرمِ سفر نہ ہوتا تو یہ تنگ نظر احسان فراموش غدار جو ہم سے وفاداری کی سند مانگتے ہیں۔ ان غداروں سے میں کہتا ہوں۔ اگر

ہم ہیں غدار تو پابند وفا تم بھی نہیں
اپنی کثرت پہ نہ اتراؤ خدا تم بھی نہیں
یہ فرقہ پرست اس ملک کو کبھی بھی آزاد نہیں کراسکتے تھے۔

آپ حضرات مجھے بتائیں!

کیا مسلمانوں نے جنگ آزادی اسلئے لڑی تھی کہ وہ صاحب اقتدار ہو جائیں؟
کیا مسلمانوں نے اپنا خون اس لئے بہایا تھا کہ حکومت کریں؟
کیا مسلمانوں نے اپنے جسم پر زخم اسلئے کھائے تھے کہ حاکم بنیں؟

نہیں ہرگز نہیں۔

بلکہ اسلام کو برقرار رکھنے کے لئے۔
دین کو برقرار رکھنے کے لئے۔
ایمان کو برقرار رکھنے کے لئے۔
توحید وانسانیت کو برقرار رکھنے کے لئے۔
ہندوستانیوں کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانے کے لئے ہندوستان میں امن وصلح کو باقی رکھنے کے لئے۔

لیکن آج پھر حکومت فرقہ پرست انگریزوں کی طرح ہمارے دین پر حملہ کرنا چاہتی ہے۔

یاد رکھیں!

اگر یہی حال رہا تو ان فرقہ پرستوں کو بھی انگریزوں کی طرح منہ کی کھانی پڑے گی اور اپنے عہدے سے سبکدوش ہونا پڑے گا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ع

کوئی گر صلح کے پھولوں کو پیروں سے کچل ڈالے
تو شاخِ گل کی ہر پتی پہ قتلِ عام لکھ دینا

ملّت اسلامیہ کے غیور نوجوانو!

اپنی غفلت کی چادر چاک کر کے عقل وہوش کی زرہ پہن لو۔
اپنے اندر انقلاب پیدا کرو۔
اپنی تقدیر کو سنوار لو۔
قوموں کی تقدیر خود بنائی جاتی ہے۔

انّ اللّٰہ لایغیر مابقوم حتی یغیروا مابانفسھم یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔

شاعر کہتا ہے: ع

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت بدلنے کا

ہم بہت کچھ کھو چکے ہیں۔لیکن ہماری سب سے بڑی متاع اسلام ہمارے پاس موجود ہے۔ابھی ہمارے سینوں میں ایمان ویقین کی مشعلیں روشن ہیں۔ جو لوگ اسلام پر مرنا اور جینا چاہتے ہیں۔کفر کا سیلاب ان کے دلوں سے عشق رسول کی چنگاری نہیں بجھا سکتا۔ **الحق یعلوا ولا یعلیٰ** یعنی حق ہمیشہ غالب وسر بلند رہتا ہے۔اس کو کوئی چیز مغلوب نہیں کر سکتی۔

کسی شاعر نے کہا: ع

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دبائیں گے

اسلام ہمارے لئے وہ ڈھال ہے جو کفر کے ہر تیر کو روک سکتی ہے۔

اسلام ہمارے ہاتھوں میں وہ تلوار ہے جو ہر تلوار کو کاٹ سکتی ہے۔

اسلام روشنی کا وہ منارہ ہے جو ظلمت کی گھٹاؤں کو ختم کرسکتا ہے۔

اسلام وہ چشم حیات ہے جس سے قیامت تک زندگی کے دھارے پھوٹتے رہیں گے۔

اسلام وہ دھارا ہے جو ہمارے سفینے کو ساحل مقصود تک پہونچا سکتا ہے۔

شاعر کہتا ہے: ع

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

ملت اسلامیہ کے دھڑکتے دلو!

آج تمہاری عزت وآبرو کے امتحان کا وقت آچکا ہے۔

آج تاج محل کی پرشکوہ عمارت تم سے فریاد کررہی ہے۔

آج لال قلعہ کی دیواریں تمہیں آواز دے رہی ہیں۔

آج قطب منار تمہارا مرثیہ پڑھ رہا ہے۔

آج بابری مسجد کی دلخراش شہادت تمہاری خودداری کی تارِ رُباب کو جھنجھوڑ رہی ہے۔

آج وہ مسلم خواتین جن کی عزت وآبرو کو پامال کیا گیا تھا آواز دے رہی ہیں۔

اے ملت اسلامیہ کے نوجوانو!

اے خالد بن ولید کے فرزندو!

اے محمد بن قاسم کے پیروکارو!

اے صلاح الدین ایوبی کے ہمنشینو!

اے محمود غزنوی کے مقتدیو!

تم بیدار ہوجاؤ، اپنے اندر انقلاب پیدا کرو۔ اپنی تقدیر کو سنوارو۔

اسلئے کہ آج دشمنِ اسلام نے تمہارے خلاف کمر کس لی ہے۔

آج اغیاروں نے ہندوستان سے تمہیں ختم کرنے کی سازشیں شروع کردی ہیں۔

آج مشرکین نے تمہارے خلاف خفیہ طور پر فوجیں تیار کیں ہیں۔

اے مسلمانو!

اگر اب بھی بیدار نہیں ہوئے اور اپنے بچاؤ کے سامان مہیا نہیں کیا۔ تو یاد رکھیں۔

بوسنیاں کے مسلمانوں کی طرح ذلیل وخوار ہو گے۔

بوسنیاں کے مسلمانوں کی طرح گاجر مولی کی طرح کاٹے جاؤ گے۔

آپ لوگوں کا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا۔

برادرانِ اسلام!

جب بھی وقت آئے تو مردِ مجاہد کی طرح یہ کہتے ہوئے میدانِ جہاد میں کوڈ پڑیں کہ:

باطل سے ڈرنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا تو امتحاں ہمارا

لیکن اس کے لئے ایک شرط ہے وہ یہ ہے کہ پہلے اپنے اندر اتحاد واتفاق پیدا کیجئے۔ کیونکہ اتحاد واتفاق ایسی قیمتی دولت ہے جس کی وجہ سے انسانوں کی قلت کے باوجود بھی دشمنوں کے بڑے بڑے جتھوں اور گروہ کو شکست فاش دیتی ہے۔

اتحاد واتفاق میں وہ قوت پوشیدہ اور طاقت خوابیدہ ہے۔ جس کا اندازہ اہل بصیرت ہی کرسکتے ہیں۔ اتحاد واتفاق میں زبردست قوت اور فولادی طاقت ہے۔

معرکۂ بدر میں صحابہ کی تعداد صرف تین سو تیرہ تھی۔ لیکن ان کے پاس اتحاد واتفاق کی ابدی دولت موجود تھی۔ ان کا خدائے واحد پر توکل کامل تھا۔ جس کے نتیجہ میں فتح وکامرانی، ظفر وکامیابی نے انکا قدم چوما۔ اور باطل کو شکست فاش ہوئی۔

غزوۂ تبوک اور غزوۂ خندق اور دیگر غزوات کی مثالیں تاریخ میں موجود ہیں۔ جس میں قلت کے باوجود کثرت پر غلبہ حاصل ہوا۔

جس کا نقشہ قرآن نے بیان کیا:

کم فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله.

لیکن آج مسلمانوں نے اس زبردست قوت اور فولادی طاقت کو پامال کردیا۔

آج اہل ایمان نے اس سرچشمہ کو ضائع اور برباد کردیا۔

آج ملت اسلامیہ نے اس قوت پوشیدہ کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا۔

یادرکھیں!

آج ہمارے اندر اختلافات، فرقہ بندی، تنازعات وتشاجرات اور نفرت آگئی۔ جس کی بناپر دوسری قومیں فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اور ہمیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔

عزیزانِ ملت!

کب تک ہم پامال ہوتے رہیں گے؟

کب تک بدنگاہی کو برداشت کرینگے؟

کب تک مشکلات کا سامنا کرتے رہیں گے؟

میں آپ سے پوچھتا ہوں!

کیا آپ کو سلف صالحین کے واقعات یاد نہیں ہیں؟

کیا آپ کو اسلامی فتوحات اوران عظیم فاتحین کے کارنامے یاد نہیں ہیں؟

کیا آپ نے خالد بن ولید، طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر کے کارناموں کو فراموش کردیا؟

کیا آپ نے محمد بن قاسم، زیاد بن ربیعہ کے رناموں کو فراموش کردیا۔

خدارا آپ اپنے اندر اتحاد واتفاق کے لافانی جذبہ کو فروغ دیں۔ اور اتحاد واتفاق کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لیں۔

تو انشاء اللہ کامیابی وکامرانی آپ سے ہمکنار ہوگی۔ اور غیرتِ ایمانی اور جذبہ اسلامی آپ کے اندر پیدا ہوجائے گی اور فلاح وفوز سے وابستگی ہوجائے گی۔

میں اس شعر کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ع

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر مرنے والا بنائے ۔اور اتحاد و اتفاق کی فولادی قوت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

وماعلینا الا البلاغ

علم دین کی فضیلت واہمیت

اس تقریر میں علمِ دین کی فضیلت وضرورت اور حالتِ حاضرہ کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

الحمدللّٰہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالرسل وخاتم الانبیاء وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہ الاصفیاء والاتقیاء وازواجہ واتباعہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً. امابعد قال تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المبین فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم ،بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم . قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون . (پارہ۲۳،رکوع۱۵)
وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدرعلی سائر الکوکب . (ترمذی:صفحہ۹۳جلد۲)
اوکما قال علیہ السلام.

علم ایک ایسی دولت ہے جو لوٹتی نہیں
خرچ کرنے سے کبھی گھٹتی نہیں
پھر نہ تم کرنا کبھی اور تشنہ لبی کے شکوے
آج میخانے کا میخانہ اُٹھا لاؤں گا

شیدائیانِ اسلام!

میں آپ حضرات کے سامنے نہ کوئی لمبی چوڑی تقریر اور نہ وسیع وعریض وعظ کرنے نہیں آیا۔ اسلئے کہ میں کوئی خطیب نہیں کہ آپ حضرات کے سامنے لمبا چوڑا خطاب کروں، اور نہ میں کوئی واعظ ہوں، اور نہ مفکر، نہ کوئی ادیب۔

صرف میں آپ حضرات کے سامنے علم دین کے موضوع پر گفتگو کرنے جارہا ہوں۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ کوئی گوشہ باقی نہ رہے اُمید ہے کہ آپ سنجیدگی ومتانت کے ساتھ سماعت فرمائیں گے۔

آپ حضرات نے علم دین کی فضیلت واہمیت کو بہت ساری کتابوں میں پڑھا ہوگا۔

بہت سارے مفکروں سے سنا ہوگا۔
بہت سارے دانشوروں سے سنا ہوگا۔
بہت سارے آدمیوں سے سنا ہوگا۔
بہت سارے مقرروں وخطیبوں سے سنا ہوگا۔

میں بھی آپ حضرات کے روبرو اسی عنوان پر گفتگو کرنیکے ارادہ سے آیا ہوں۔

برادرانِ ملت!

علم دوطرح کا ہے۔ایک دنیوی......ایک اخروی......

علم چاہے دنیوی ہو یا اخروی ہو۔انسان کوعزت وفضیلت عطا کرتا ہے لیکن دنیوی علم صرف دنیا تک ہی محدود رہتا ہے اور اخروی علم انسان کو دنیا وآخرت دونوں جگہ رسوائی وذلت سے نجات دلاتا ہے۔اورعزت وشوکت عطا کرتا ہے۔

میں آپ سے سوال کرتا ہوں!
وہ کونسی شئے تھی جس نے آدم کو ملائکہ سے افضل بنادیا؟
وہ کونسی شئے تھی جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنادیا؟
وہ کونسی شئے تھی جس کی برکت کی وجہ سے اللہ نے انسان کوخلیفہ بنایا؟

وہ کونسی شئے تھی جس کی فضیلت کی بناء پر رب کائنات نے انسان کو اپنا نائب بنایا؟

وہ علم کی دولت ہے۔

جب رب کائنات نے قرآن کو نزول فرمایا۔ تو سب سے پہلے وہ آیت نازل فرمائی جس کا تعلق علم سے ہے۔ یعنی اقرا باسم ربک الذی خلق الخ

اسلام کے پاسبانو!

اُخروی علوم کی فضیلت واہمیت آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں بکثرت وارد ہوئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون. (پ۲۳ع۱۵)

ترجمہ: اے محمد! آپ کہہ دیجئے کہ اہل علم واہل جہل یکساں نہیں ہوسکتے۔

جس طرح توحید وشرک یکساں نہیں ہوسکتے۔

جس طرح ہدایت اور ظلمت ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔

جس طرح رفاقت وعداوت برابر نہیں ہوسکتے۔

جس طرح حق وباطل برابر نہیں ہوسکتے۔

اسلئے کہ:

توحید کی ضد شرک ہے۔

ہدایت کی ضد ظلمت ہے۔

رفاقت کی ضد عداوت ہے۔

حق کی ضد باطل ہے۔

اور ایک قاعدہ ہے کہ اجتماع ضدین محال ہے۔

اسی طرح اہل علم اہل جہل برابر نہیں ہوسکتے!

ایک حدیث شریف میں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکوکب. (ترمذی جلد۲، صفحہ۹۳)

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے کہ چودھویں چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ دوسرے مومنوں کے مقابلے میں اہلِ علم کے ساتھ سو درجات زیادہ ہونگے۔ اور ہر درجوں کے درمیان مسافت پانچ سو برس کی مسافت کے برابر ہوگی۔

برادرانِ اسلام!

لیکن آج کے دور کے مسلمان اپنے بچوں کو اسلامی تعلیمات سے دور رکھتے ہیں۔ اور کمسن بچوں کو افرنگی تعلیمات دیتے ہیں۔ یہ صرف شیطان کا فریب ہے۔

وہ شیطان مردود جس نے عہد کردیا کہ بنی آدم کو جہنم پہونچائیگا۔

وہ شیطان جو ہمارے دین واسلام کا دشمن ہے۔

وہ شیطان جو ہمارے معاشرت کا دشمن۔

وہ شیطان جو ہمارے کلچر کا دشمن۔

جو ہمارے کردار کا دشمن۔

جو ہمارے تہذیب وتمدن کا دشمن۔

جو ہمارے سوسائٹی کا دشمن۔

جو ہمارے ایمان واخلاق کا دشمن۔

یہ شیطان ہمارے ازلی دشمن ہے۔اپنے خوب صورت اور رنگین جال میں پھنسا کر ہمیں تعلیمات اسلامیہ سے دور کرنا چاہتا ہے۔

یادرکھیں! اگر ہم اپنے کمسن ومعصوم بچوں کے خیر خواہ ہیں تو اُسے عالم دین بنائیں۔اسلئے کہ محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

یستغفر للعالم مافی السمٰوات والارض۔(ترمذی:ص۹۳،ج۲)

زمین وآسمان میں جتنی اشیاء ہیں وہ سب عالم کے لئے مغفرت کی دعاء کرتی ہے:

عالم کے لئے ملائکہ مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

عالم کے لئے جنات بھی دُعاء کرتے ہیں۔

عالم کے لئے کیڑے مکوڑے بھی دُعا کرتے ہیں۔

عالم کے لئے سمندر کی مچھلیاں بھی دُعا کرتی ہیں۔

عالم کے لئے زمین وآسمان بھی دُعا کرتے ہیں۔

اس کے باوجود مسلمان کا حال یہ ہے کہ انگریزوں کی چال میں پھنس کر ہم اپنے دین ومعاشرت کو داغدار کر رہے ہیں۔

چاہئے تو یہ تھا کہ ہمارا دین صحابہ کے دین کی مانند ہوتا۔

ہمارا معاشرہ صحابہ کے معاشرے کے موافق ہوتا۔

ہمارا کردار صحابہ کے کیرکٹر کے مانند ہوتا۔

ہماری تہذیب مسلمانوں کی تہذیب ہوتی۔

ہماری سوسائٹی اسلام کی سوسائٹی کے مانند ہوتی۔

لیکن سب کچھ اس کے برعکس نظر آتا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ع

سمجھ میں کچھ نہیں آتا دنیا کا حساب اُلٹا
نصیحت کیجئے جس کو ملتا ہے جواب اُلٹا

عزیزانِ گرامی!

ابوالاسودؒ فرماتے ہیں کہ علم سے زیادہ کوئی شئے عزت والی نہیں! بادشاہ لوگوں پر حکومت کرتے ہیں اور علماء بادشاہوں پر حکومت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رب کائنات نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ اختیار تھا کہ

تین اشیاء میں جس کو چاہے پسند فرمائیں۔ علم، مال، سلطنت، حضرت سلیمان نے علم کو پسند فرمایا۔لیکن خدا تعالیٰ نے مال وسلطنت کو علم کے ساتھ عطا فرمایا۔

اگر آج ہم بچوں کو علم دین کی تعلیم دیں تو آخرت میں یہی بچے ہمارے شان وشوکت کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

واقعہ: ایک شخص تھا اس کی خواہش وتمنا تھی کہ اس کی اولاد میں کوئی عالم دین ہو، لیکن اس کی کوئی اولاد ہی نہ تھی۔ جب بیوی حمل سے تھی تو اچانک بیمار ہوگیا اور اسی حالت میں دارِ فانی سے اس کی روح پرواز کرگئی۔ انتقال

سے قبل اس شخص نے وصیت کی تھی کہ اگر اس سے لڑکا پیدا ہوا تو اس کو عالم دین بنانا۔ خدا کی قدرت سے لڑکا ہی پیدا ہوا۔ اس کے کئی دنوں کے بعد ایک دوسرے شخص نے اس مرنے والے کو خواب میں عیش وعشرت میں دیکھا۔ تو خواب دیکھنے والے نے سوال کیا کہ میں نے اس سے پہلے بھی تم کو دیکھا تھا جب تم عذاب میں مبتلا تھے۔ اور اب دیکھتا ہوں کہ شان وشوکت کے ساتھ تم اپنے لمحات گذار رہے ہو۔ تو اس مرنے والے شخص نے کہا کہ آج میری بیوی نے میرے اس بچہ کو مدرسہ میں داخل کرایا۔ اور اس بچہ نے آج ہی بسم اللہ پڑھی جس کی بنا پر میری مغفرت ہوگئی۔

ملت اسلامیہ کے نوجوانوں!

اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ اور اپنے بچوں کو دین کی تعلیم دیں۔ اسلئے کہ عالم کے قلم کی سیاہی شہیدوں کے خون سے بھی افضل ہے۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ اگر علماء کرام کے قلموں کی سیاہی اور شہیدوں کا خون تولا جائے تو سیاہی کا وزن زیادہ ہوجائیگا۔

کیوں نہ ہو!

علم کی طلب عبادت ہے۔
علمی گفتگو جہاد ہے۔
علم تنہائیوں کا ساتھی ہے۔
علم سفر کا رفیق ہے۔
علم دین رہنما ہے۔

علم تنگدستی اور خوشحالی میں چراغِ راہ ہے۔
علم دل کی زندگی ہے۔
علم سے ہی خدا کی عبادت واطاعت کا حق ادا ہوتا ہے۔
علم امام ہے عمل اس کے تابع ہے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم ۔(سورہ نساء)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول اللہ کی اطاعت کرو، اور تمہارے میں جو اولوالامر۔ یہاں پر اولوالامر سے مراد علماء دین ہے۔

اسلئے کہ آپ کو

حضرت جابر بن عبداللہ کی تفسیر میں یہی ملے گا۔
حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر میں یہی ملے گا۔
حضرت مجاہد کی تفسیر میں یہی ملے گا۔
حضرت عطا ابن ابی رباح کی تفسیر میں یہی ملے گا۔
امام رازی وحسن بصری کی تفسیر میں یہی ملے گا۔

سب ہی حضرات فرماتے ہیں کہ اولوالامر سے مراد علماء وفقہاء ہے۔ تو پھر ہمیں عالمِ دین اور علمِ دین کو حاصل کرنے میں کیوں شرم محسوس ہوتی ہے؟ ہمیں علمِ دین حاصل کرنا کیوں مشکل محسوس ہوتا ہے؟

اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ شیطان ہمارے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے یا ہمارے عزائم وارادے کمزور پڑ گئے ہیں۔ اسلئے کہ:

کسی شاعر نے کہا کہ:

جواں ہوں عزم تو تارے بھی ٹوٹ سکتے ہیں
کٹھن نہیں کوئی کام آدمی کے لئے !

اور

قدم چوم لیتی ہے خود بڑھ کر منزل
مسافر اگر ہمت نہ ہارے

برادران اسلام!

آج علم دین کی اہمیت ووقعت کوئی نہیں پہچانتا۔ حالانکہ علم دین اپنی ضیاپاش کرنوں سے تحریف وتلبیس کے طوفان کو مٹادیتا ہے، علم دین ہی ایک ایسی ضیاء ہے جس سے رضاءالٰہی کی منزل چمکتی دکھائی دیتی ہے۔

آج تک جو ہوگیا سو ہوگیا۔ اسلئے کہ

مصیبت کا بھی اک مقصد ہے دنیا کے حوادث میں
کہ اک ٹھوکر لگے اور آدمی ہوشیار ہوجائے

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ ہمیں علم دین کی سمجھ اور اُس کی اہمیت ہمارے قلوب میں بٹھادیں۔ آمین۔

وماعلینا الا البلاغ

فضیلت قرآن کریم

مسلمانوں نہ گھبراؤ خدا کی شان باقی ہے
ابھی اسلام زندہ ہے۔ ابھی قرآن باقی ہے

الحمدللّٰہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام سید الانبیاء والمرسلین محمد واٰلہ واصحابہ رضوان اللّٰہ تعالیٰ اجمعین. امّابعد!
فاعوذباللّٰہ من الشیطان الرّجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون! وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ (اوکماقال علیہ السلام).

عجب نہیں کہ بدل دے اسے نگاہ تیری
بلارہی ہے تجھے ممکنات کی دنیا

برادرانِ اسلام اورمحترم سامعین کرام!

میں اس پرنوراورمتبرک محفل میں متبرک کتاب قرآن کریم کی عظمت وفضیلت پر روشنی ڈالنے کی جسارت کررہا ہوں ، میں اس سرچشمۂ رشدوہدایت اور منبع حکمت وشریعت کا تذکرہ کرنے جارہا ہوں جس کی حفاظت کی ذمہ داری رب کائنات نے لی ہے۔ارشادسبحانی ہے:
انا نحن نزلناالذکر وانا لہ لحافظون. (پ۱۴،ع۱)
ترجمہ:ہم ہی نے قرآن کونازل کیااورہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔
امید ہے کہ آپ حضرات بغورسماعت فرمائیں گے۔اللہ ہمیں احکامِ قرآنیہ کی معرفت عطافرمائیں۔آمین۔

جب اہل مکہ نے قرآن کریم کوکلام اللہ کے خطاب سے نہیں نوازا،اور معجزہ ہونے کا انکارکردیا۔اس کتاب کاانکارکیاجس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔لاریب فیہ(اس میں کوئی شک نہیں)
تورب کائنات نے تمام فصحاءعرب وبلغاءعرب سے تحدی اورچیلنج کیا کہ تم ایک دونہیں بلکہ بہت سارے مل کربھی اس قرآن کے جیسی ایک چھوٹی آیت بھی نہیں لاسکتے !اگرتم اپنے قول میں صادق ہوتولاکردکھاؤ۔
قرآن نے اس طرح نقشہ کھینچاہے۔
وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ.
ترجمہ:اگرتم لوگ اس چیز میں شک کرتے ہوجوہم نے اپنے بندے (محمد)پرنازل کیاتوتم اس کے جیسی ایک چھوٹی سی سورت پیش کردو!
فصحاءعرب نے لاکھ کوششیں کیں لیکن آخرمیں عجز کااظہارکیا۔جب امرالقیس جوعربی کابہت بڑاشاعرتھا۔جب اس نے انّا اعطینا کالکوثر کی سورت باب کعبہ پردیکھاتوپکاراٹھاکہ خداکی قسم یہ کلام کسی بشرکاکلام نہیں۔

شیدائیانِ اسلام!

آیئے میں آپ حضرات کوعظمتِ قرآن سناتاہوں۔
جب کسی آدمی کے بارے میں یہ اندازہ لگاناچاہے کہ یہ عاصی ہے یا نیک بخت ہے یہ صادق ہے یاکاذب!تواس کے متعلقین پرنظرڈالیں۔اگر وہ صحیح ہے تووہ شخص بھی صحیح!اگراس کے متعلقین بد ہیں تووہ شخص بھی بد۔

ایسے ہی جب ہم قرآن کریم کی فضیلت پر نظر ڈالیں۔

اگر قرآن کریم کی رفعت پر نظر ڈالیں۔

اگر قرآن کریم کی عظمت پر نظر ڈالیں۔

اگر قرآن کریم کی عظیمت پر نظر ڈالیں۔

اگر قرآن کریم کی رحمت پر نظر ڈالیں۔

تو اس سے پہلے ہم قرآن کریم کے متعلقین پر نظر ڈالتے ہیں ۔اور دیکھتے ہیں تو سب سے پہلے تعلق نظر آتا ہے۔

ربّ کائنات! جو مصدرِ قرآن ہے۔

جو خالق جہاں ہے۔

جو مالک ورحمان ہے۔

صاحبِ ایمان پر بڑا مہربان ہے۔

یہی ہمارا ایمان ہے۔

جو اس کا منکر ہے وہ شیطان ہے۔

کلام الملوک ملوک الکلام.

بادشاہوں کا کلام، کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے ۔لہٰذا پتہ چلا کہ قرآن سب سے اعلیٰ ہے ۔قرآن سب سے ارفع ہے ۔قرآن کریم کو دوسری کتابوں پر فضیلت حاصل ہے۔

آیئے آگے چلتے ہیں تو۔

دوسرا تعلق نظر آتا ہے۔

لوحِ محفوظ! جو ایک تختی ہے جو عرش کے اوپر ہے۔

غور کریئے! جو عرش کے اوپر ہو۔

جس کی رفعت میں کسی کو کیا شک ہوسکتا ہے؟

جس کی فضیلت میں کسی کو کیا شک ہوسکتا ہے؟

جس کی عظمت میں کسی کو کیا شک ہوسکتا ہے؟

جس کی علویّت میں کسی کیا شک ہوسکتا ہے؟

اعلیٰ وارفع شئے کے لئے اعلیٰ وارفع مقام تجویز کیا گیا۔ وہ لوحِ محفوظ ہے آیئے اور متعلقین پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو

قرآن کا تیسرا تعلق نظر آتا ہے۔

لیلۃ القدر: اس لئے کہ لوحِ محفوظ سے قرآن کو آسمانِ دنیا پر اسی رات میں لایا گیا۔

یہاں پر نہ جبرئیل واسطہ ہے۔

یہاں پر نہ میکائیل واسطہ ہے۔

یہاں پر نہ ازرائیل واسطہ ہے۔

یہاں پر نہ اسرافیل واسطہ ہے۔

ایسی رات کا انتخاب کیا گیا جس کے بارے میں خود قرآن کریم کہتا ہے لیلة القدر خیر من الف شهر: یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم کو زمانے کے اعتبار سے بھی فضیلت حاصل ہے۔ یہ رات رمضان کے مہینے میں آتی ہے۔ مہینہ بھی مبارک رات بھی مبارک۔

عزیزانِ ملت!

اور آگے چلیں۔

قرآن کریم کا چوتھا تعلق ہے۔

حضرت جبرئیل جو سید الملائکہ ہے جس کو تمام فرشتوں پر فوقیت حاصل ہے۔

جس کے بارے میں قرآن نے رسول کریم کا خطاب دیا۔

قوت والا، عرش کے مالک کے پاس درجہ پانے والا، کہا۔

جس کے بارے میں قرآن نے کہا: ذی قوت عند ذی العرش المکین .

سب کا مانا ہوا وہاں کا معتبر کہا۔

اس فرشتہ کی فضیلت میں کوئی شک کرسکتا ہے؟

جس کو قرآن نے عزت والا قرار دیا۔

جس کو قرآن نے قوت والا قرار دیا۔

جس کو قرآن نے خدا کے پاس درجہ پانے والا قرار دیا۔

جس کو قرآن نے پیکرِ امانت قرار دیا۔

قرآن کریم کا یہ تعلق بھی عظیم وارفع ہے جس سے قرآن کی عظمت وفضیلت ورفعت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

قرآن کریم کا پانچواں تعلق ہے۔

مکہ ومدینہ: یہ زمین کا وہ حصہ ہے جہاں سے زمین کی ابتداء ہوئی۔ جو زمین تمام زمینوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

جس جگہ پر جنگ وجدال کرنا حرام ہے۔

یہ جگہ دار الامن ہے۔

اور قرآن کریم کا چھٹا تعلق ہے۔

قلبِ ماہ رسالت: وہ قلب جس کو آبِ زمزم سے چار چار مرتبہ دھویا گیا۔

زمزم سے جس کو بچپن میں دھویا گیا۔

زمزم سے جس کو ۲۰ رسال کی عمر میں دھویا گیا۔

زمزم سے جس کو غار حرا میں دھویا گیا۔

زمزم سے جس کو معراج کے وقت دھویا گیا۔

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

قرآن کا ایک ایک تعلق باعظمت وباعزت ہے۔ اس سے قرآن کی عظمت فوقیت، عزت، رحمت، فضیلت اظہر من الشمس ہوتی ہے۔

قرآن کا ایک تعلق امت محمدیہ سے ہے، جس کو اُمت خیر کہا گیا۔

قرآن کریم میں کوئی ایسا تعلق نہیں جس میں تھوڑی سی بھی کدورت ہو۔

برادرانِ ملت!

قرآن کریم ایک دستورِ حیات ہے۔

قرآن کریم ایک جامع قانون ہے۔

قرآن کریم تمام علوم کا گلدستہ ہے۔

قرآن کریم ایک ایسا مکمل نظام ہے جس میں زندگی کا ہر پہلو بیان کیا گیا۔

قرآن کریم ایک ایسا کیمیائی نسخہ ہے جس سے دنیاوآخرت کی عظمت وشوکت حاصل کیجا سکتی ہے۔

لیکن

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کا مسلمان

قرآن کی عظمت سے ناواقف

قرآن کی برکت سے ناواقف

قرآن کی رفعت سے ناواقف

قرآن کی فضیلت سے ناواقف

قرآن کی اہمیت سے ناواقف

جب محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کوعوام الناس کے سامنے سنایا تو باطل کے سیل رواں کو توحید وایمان کی دولت بخشی، نفرت وعداوت رکھنے والوں کو اُخوت وشرافت کا سبق سکھلایا:

پتھر کا کلیجہ رکھنے والے عمرؓ نے جب قرآن کو پڑھا اور سنا تو دستِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان قبول کیا۔ عمر قاتل ہونے جارہے تھے لیکن قائل ہوکر واپس ہوئے۔

برادرانِ مکرم!

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ داستان عرب اختلافات، تنازعات نفرت، عداوت، جہالت، گمراہی کے دلدل میں پھنسی ہوئی تھی۔ لیکن جب

انہوں نے قرآن کریم کو دستورِ زندگی بنالیا۔

تو

اختلافات کی جگہ اتفاق واتحاد آگیا۔

تنازعات کی جگہ اخوت وشرافت آگئی۔

نفرت وعداوت جگہ محبت وصداقت آگئی۔

جہالت وگمراہی کی جگہ توحید وتقویٰ کی ایسی نظیر پیش کی کہ مورخین اس کو لکھنے اور بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

اس لئے کہ:

قرآن کریم نجات ورحمت ہے عاصیوں کے لئے

قرآن کریم پیام رحمت ہے شکستہ دلوں کے لئے

قرآن کریم ناصح وخیر وخواہ ہے گمراہوں کے لئے

قرآن کریم منارۂ نور ہے تاریک پسندوں کے لئے

قرآن کریم قوت ووحدت ہے اہلِ عقل کے لئے

قرآن کریم اخوت ومحبت ہے نفرت وعداوت رکھنے والوں کے لئے!

برادرانِ عزیز!

آج کے مسلمانوں کے لئے پریشانی ومصائب، جہالت وگمراہی، ذلت وزوال کا سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے اسلامی احکام سے بے اعتنائی برتی ہے۔ قرآنی تعلیمات کو اپنا دستورِ زندگی نہیں بنایا۔ آیات قرآنیہ کو معاشرتی وعبادتی مسائل کا رہبر نہیں بنایا۔ اس کا حل نکل سکتا ہے۔ پریشان

ہونے کی ضرورت نہیں۔ کسی شاعر نے کہا ع

مسلمانوں نہ گھبراؤ خدا کی شان باقی ہے
ابھی اسلام زندہ ہے ابھی قرآن باقی ہے

آج بھی موقع ہے کہ ہم اپنے مردہ جذبات کو ایمان وقرآن کی ضیاء سے روشن کرسکتے ہیں، قرآن ہمیں پکار رہا ہے:

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا. انہ ھو الغفور الرحیم. (پ۲۴ ع۲)

ترجمہ: اے محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ اے میرے بندوں جنہوں نے اپنی نفوس وجانوں کے اوپر ظلم کیا۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ بے شک رب کائنات تمام گناہوں کو معاف کردے گا۔ وہ مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اے مسلمانو! آؤ! آج ہی سے ہم عہد کرتے ہیں کہ:

جس قرآن کو ہم نے رونق محراب بنایا تھا اس کو ہم دستورِ حیات بنائیں گے۔
جس قرآن کو ہم نے مردوں پر پڑھنے کیلئے رکھا تھا ہم خود تلاوت کرینگے۔
جس قرآن کی تعلیمات کو ترک کردیا تھا اس کو ہم منارۂ نور بنائینگے۔

مسلمانو! اُٹھو قرآن کی عظمت کو چمکاؤ
جہاں بے اماں کو عافیت کے راز سمجھاؤ
زمانہ آج بھی قرآن ہی سے فیض پائے گا
مٹے گی ظلمتِ شب اور سورج جگمگائیگا

شیدائیانِ اسلام!

آج مسلمانوں کا حال بہت برا ہے۔ قرآن واسلامی تعلیمات سے لاکھوں میل دور جارہے ہیں۔

اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا کہ:

میں نے ایک نوجواں سے پوچھا ۞ پاس بی، اے تو کر لئے بیٹا
تو نے سیکھا بھی ہے کچھ قرآن وراٰن ۞ بولا یہ بھی کچھ ضروری تھا

اگر ہم قرآن کی تلاوت سے، قرآن کی تعلیمات سے دور رہیں تو ہم خیر امت کہلانے کے مستحق نہ ہونگے۔ خیر امت اور اس میں سے بھی بہتر شخص وہ ہے جو قرآن کی تعلیم سیکھتا اور سیکھاتا بھی ہو۔

مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ (ص۱۸۳) ترجمہ: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم کو سیکھتا اور سیکھاتا ہو۔

غور تو کریئے حدیث میں کیا فرمایا گیا: اور اپنی زندگی کو دیکھو؟ کیا ہم حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کررہے ہیں؟

آج مسلمانوں کی اولاد کو قرآن کی تعلیم سے دور رکھا جاتا ہے۔
مسلمانوں کی اولاد کو اسلامی تعلیمات سے دور رکھا جاتا ہے۔
مسلمانوں کی اولاد کو افرنگیوں کی تعلیم دیجارہی ہے۔
آج مسلمانوں کی اولاد کو قرآن سے دور اور انگریزی سے قریب کیا

جارہا ہے۔

یادرکھیں کہ: ع

اور یہ کلیسا کا نظام تعلیم اک سازش ہے

فقط دین و مروت کے خلاف

ہم یہ نہیں کہتے کہ انگریزی اور دوسری زبانوں کی تعلیم نہ دیجائے۔ ضرور دیں، لیکن سب سے پہلے ہم مسلمان ہیں۔ قرآن وحدیث کی تعلیم دیں۔

برادرانِ عزیز!

اگر ہم موجودہ حالات جو جہالت وگمراہی اور ذلت وزوال سے پُر ہے اس کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور کامیابی وکامرانی اور سماجی واخلاقی مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں تو.......

قرآن کو رہبر بنائیں۔

قرآن کو مطلوب بنائیں۔

فرمانِ رسول کو دستورِ حیات بنائیں۔

تعلیمات اسلامیہ پر عمل پیرا ہوں۔

قوانین قرآنیہ کو اپنا ہادی بنائیں۔ ع

اب شعور مئے گلفام بدلنا ہوگا ۞ جس میں گردش نہ ہو وہ جام بدلنا ہوگا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آیاتِ قرآنیہ اور تعلیماتِ اسلامیہ کو اپنا رہبر بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وماعلینا الاالبلاغ

حقوق والدین

یاد رکھو کہ یہ نصیحت ہے

فرض ماں باپ کی اطاعت ہے

نہ کرو ان کو تم کبھی ناخوش

ان کے قدموں کے نیچے جنت ہے

الحمدللہ نحمدہٗ ونستعینہ ونستغفرہٗ نومن بہ ونتوکل
علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیّات اعمالنا
من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ . ومن یضللہ فلاھادی لہ
اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ
. امّابعد! فاعوذباللہ من الشیطان الرّجیم ، بسم اللہ
الرّحمٰن الرّحیم ⁵ قال اللّٰہ عزوجل فی کتابہ المبین
وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا. امّا
یبلغن عندک الکبر احدھما اوکلا ھما فلا تقل لھما
اف ولا تنھرھما وقل لھما قولاً کریما واخفض لھما
جناح الذل من الرحمۃ وقل رّب ارحمھما کما ربیٰنی
صغیراً. (صدق اللہ العظیم)(پ۱۵،ع۳)
وعن عبداللہ بن عمرورضی اللہ عنہ قال قال رسول
اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم رضاالرب فی رضا الوالد
وسخط الرب فی سخط الوالداو کما قال علیہ
السلام . (ترمذی: جلد۲، صفحہ۱۲)

سبھی کچھ ہو رہا ہے اس ترقی کے زمانے میں
مگر یہ کیا غضب ہے آدمی انساں نہیں ہوتا
یاد رکھیں کہ یہ نصیحت ہے
فرض ماں باپ کی اطاعت ہے

نہ کرو ان کو تم کبھی ناخوش
ان کے قدموں کے نیچے جنت ہے

برادرانِ اسلام اور واجب التکریم بزرگو!

رب کائنات کا عظیم احسان وکرم ہوا کہ مالک دوجہاں نے ہمیں اس پُرنور اور بابرکت اجلاس میں بیٹھنے کی توفیق دی۔ اللہ اس پروگرام کو قبولیت سے نوازیں۔ آمین۔

اس متبرک محفل میں مجھے حقوقِ والدین پر خطاب کرنے کا موقع ملا ہے اسلئے میں چند منٹ اسی عنوان پر گفتگو کروں گا۔ اُمید ہے کہ سنجیدگی کے ماحول کو برقرار رکھیں گے۔

حضرات گرامی!

اگر آج کے پُرفتن دور میں ہم دنیا پر طائرانہ نظر ڈالیں تو یوں محسوس ہوتا ہے ہر سمت سے اپنے اپنے حقوق کا مطالبہ کی صدا سنائی دیتی ہے ہر سمت ظلم وزیادتی کا دور دورہ نظر آتا ہے، ایک دوسرے کے حق کو مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ ہر ایک کو دوسرے سے شکایت ہے۔

رعایا کو بادشاہ وحاکم سے شکایت
آقا ومالک کو غلام سے شکایت
غلام ونوکر کو آقا سے شکایت
والدین کو اولاد سے شکایت

کوئی پڑوسی پڑوسی کا حق ادا کرنے کیلئے تیار نہیں۔

اولاد والدین کا حق ادا کرنے کے لئے تیار نہیں۔

والدین پر ظلم وزیادتی کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں۔ان کی عزت واحترام وآداب کو پامال کیا جارہا ہے، والدین کے ساتھ گھناؤنی اور ناپاک حرکتیں کی جارہی ہیں۔

ہم اس ماں پر ظلم وستم وزیادتی کی برسات کرتے ہیں۔

جس ماں نے نو ماہ اپنے پیٹ میں رکھا۔

جس ماں نے ڈھائی سال تک دودھ پلایا۔

جس ماں نے بچہ کی خاطر مصیبت برداشت کی۔

جس ماں نے بچہ کی پریشانی کو اپنی پریشانی سمجھا۔

مجھے بتاؤ تو صحیح کہ:

کیا والدین کا حق یہی ہے کہ ان پر ظلم وزیادتی کے پہاڑ توڑے جائیں؟

کیا ان کے ساتھ گھناؤنی وناپاک حرکتیں کیجائیں؟

کیا ان کی عزت واحترام کو پامال کیا جائے؟

ہرگز نہیں۔ہرگز نہیں۔یہ والدین کا حق نہیں:

یادرکھیں کہ اگر کوئی اپنے والدین کی عزت واحترام کو پامال کرتا ہے ان پر زیادتی کرتا ہے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالیں۔

، میں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔حدیث شریف میں موجود ہے۔حضرت امامہؓ سے مروی ہے کہ محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے

دریافت کیا کہ **یا رسول اللہ ماحق الوالدین** (والدین کا حق کیا ہے؟)

سنو! میرے نبی کا جواب تو سنو! محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **هما جنتک ونارک** (وہی تیری جنت ہے وہی تیری جہنم) حدیث میں غدر تو کریئے پتہ چلتا ہے کہ والدین کا حق کیا ہے۔حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم والدین کی عزت واحترام کروگے۔ان کی فرمانبرداری کروگے تو جنت کے حق دار بنوگے۔اور اگر ان پر ظلم وزیادتی اور براسلوک کروگے تو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیں۔

برادرانِ اسلام!

اگر کوئی اولاد اپنے والدین کے ساتھ گھناؤنی اور ناپاک حرکت کرتا ہے اللہ اس کو آخرت میں عذاب تو ضرور دینگے۔لیکن دنیا میں بھی سزامل جاتی ہے۔

ثبوت کے طور پر میں آپ حضرات کے سامنے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔غالبًا پاکستان میں پیش آیا۔ایک نوجوان نوکری سے گھر آیا تو اس کی بیوی نے اس سے ماں کی شکایت کی۔نوجوان کو غصہ آیا۔اور ماں کو مارنے کے لئے گیا تو بیچاری بوڑھی ماں نماز پڑھ رہی تھی، سخت دل نوجوان نے سجدہ کی حالت میں ماں کی گردن پر پیر رکھا۔اس زور سے رکھا کہ ماں مالک حقیقی سے جاملی۔اس نوجوان اور چاچازاد بھائی نے ماں کو دفن کرنے کے لئے قبر تیار کی، پھر ماں کو قبر میں اُتارنے کے لئے وہ نوجوان چچازاد بھائی دونوں قبر میں اُترے تو چاچازاد بھائی تو صحیح سلامت قبر سے باہر نکل گیا۔لیکن اس نوجوان نے نکلنے کی کوشش کی، تو قبر نے فوراً اسے دبوچ لیا۔نوجوان دہشت

زدہ اور ڈر کی وجہ سے چلانے لگا۔ لوگوں نے اس نوجوان کو قبر سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کی، لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ بہت سارے لوگوں نے اس نوجوان کے لئے دعاء کی۔ لیکن کسی کی بھی دعاء کارگر نہ ہوئی، آخر کار نوجوان تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ لوگوں نے مجبوراً اس کے اوپر مٹی ڈال دی۔ جب اس نوجوان کی بیوی کو پتہ چلا تو رو رو کر بیان کرنے لگی۔ کہ دوشی اور خطا کار تو میں ہوں۔ میں نے ہی ماں کے خلاف زہر اُگلا تھا۔ پھر سارا واقعہ بیان کیا۔

آدمی کے پاس سب کچھ ہے مگر
ایک تنہا آدمیت ہی نہیں

عزیزانِ گرامی!

میں نے آپ حضرات کے سامنے خطبہ میں سورۂ بنی اسرائیل کی جو آیت تلاوت کی تھی اس میں یہی فرمایا گیا کہ رب کائنات انسانوں کو تاکید فرما رہا ہے کہ تم اس خالق السمٰوات والارض اور پالن ہار کی بندگی و فرماں برداری کرو۔

پھر فرمایا کہ: وبالوالدین احسانا کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آگے اور ارشاد فرمایا کہ اما یبلغن عند الکبر احدھما او کلٰھما فلا تقلھما اف ولا تنھر ھما وقل لھما قولاً کریما.

ترجمہ: اگر تمہارے سامنے تمہارے والدین میں سے کوئی یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہونچ جائے تو ان کو اُف بھی مت کہنا۔ اور نہ ان کو جھڑکو، اور

ان سے خوب عزت واحترام سے گفتگو کرنا۔ اور ان کے آگے عاجزی کی بازو بچھا دینا۔ اور ان کے لئے یہ دعا کرتے رہنا کہ ارحمھما کما ربیانی صغیراً۔ (اے رب کائنات ان دونوں پر رحمت کی برسات فرما جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھوٹے پن میں پالا ہے۔)

ایک مرتبہ محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو! تمام صحابہ کرام تڑپ اُٹھے۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کس کی ناک خاک آلود ہو، تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ من ادرک والدیہ عند الکبر احدھما او کلٰھما ثم لم یدخل الجنۃ.

اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے کے عالم میں پایا ہو پھر بھی ان کی خدمت کر کے اپنے آپ کو جنت کا حق دار و مستحق نہ بنایا ہو۔

والدین کی خدمت کرنا فرض ہے!

رب کائنات کے کلام سے ثابت ہے۔

محسن کائنات کے کلام سے ثابت ہے۔

صحابہ کرام کے اقوال سے ثابت ہے۔

ائمہ مجتہدین کے اقوال سے ثابت ہے۔

برادرانِ ملت!

جس اولاد سے والدین ناراض ہیں تو رب کائنات بھی ناراض رہتے

ہیں۔میں حوالے کے ساتھ بتاتا ہوں۔ترمذی شریف جلد ثانی اٹھاؤ اور صفحہ ۱۲ پر دیکھو۔تو حضرت عبداللہ بن عمرو کی ایک روایت موجود ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

رضا الرب فی رضا الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد.

ترجمہ: اللہ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے۔اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

اگر کسی اولاد سے والدین رضامند ہیں تو

رب کائنات اس سے راضی

محسنِ انسانیت اس سے راضی

صحابہ کرام اس سے راضی

عرشِ الٰہی اس سے راضی

جنت وحور اس سے راضی

ملائکہ اس سے راضی

انسان وجن اس سے راضی

ذرّہ کائنات اس سے راضی۔

اور اگر نافرمانی اور گستاخی کرنے والا ہو تو۔

خدا کی بھی اس پر لعنت۔

رسول کی بھی اس پر لعنت۔

ملائکہ کی بھی اس پر لعنت۔

صحابہ کرام کی بھی اس پر لعنت۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نیک وصالح اولاد اپنے والدین کی جانب محبت بھری نظر سے ایک مرتبہ دیکھے تو حق تعالیٰ اس کو ایک مقبول حج کا ثواب دینگے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ اگر کوئی صالح اولاد ایک دن میں سو مرتبہ دیکھیں تو کیا اس کو سو مقبول حج کا ثواب ملے گا۔تو اس محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نعم! اللہ اکبر واطیب!

ہاں! ارب کائنات کی عطا اور بخششیں تمہارے تصورات سے بڑھ کر ہے۔

عزیزانِ ملت!

حدیث شریف پر غور کریئے۔صرف محبت بھری نظر سے دیکھنے کا اتنا ثواب ہے۔جو والدین کو ہمہ وقت خوش رکھنے اور اس کی خدمت وفرماں برداری میں لگے رہتے ہیں ان کا درجہ رب کائنات کے پاس کتنا بلند وارفع ہوگا۔اور ایک بات میں آپ کے گوش گذار کردینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ماں کا حق باپ کے حق کے مقابلے میں زیادہ ہے۔

کیوں نہ ہو!

رب کائنات نے جو مقام ماں کو عطا کیا وہ باپ کو عطا نہیں کیا۔

ماں بچوں کے لئے تکالیف ومصائب برداشت کرتی ہے۔

ماں بچوں کے لئے سردی کو برداشت کرتی ہے۔

ماں بچوں کیلئے اپنی نیند کو قربان کرتی ہے۔

ماں بچوں کیلئے اپنا سب کچھ قربان کردیتی ہے۔

جو باپ نہیں کرسکتا!

اسی لئے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کو باپ پر فوقیت دی ہے۔ بخاری شریف جلد ثانی میں یہ حدیث صفحہ ۸۸۳ پر موجود ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احق بحسن صحابة (میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟) ماہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امک۔ تیری ماں! پھر سوال کیا، ثم من پھر کون؟ حضورؐ نے فرمایا۔ امک۔ تیری ماں۔ ایسے ہی تین مرتبہ سوال کیا۔ اور محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب دیا۔ جب چوتھی مرتبہ سوال کیا تو شہنشاہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثم ابوک پھر تیرا باپ۔

اس حدیث میں غور کرنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ ماں کو باپ پر فوقیت حاصل ہے۔ اس لئے کہ ماں بچوں کی خاطر جو قربانیاں دیتی ہے وہ قربانیاں باپ نہیں دیتا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ باپ قربانیاں نہیں دیتا وہ بھی بچوں کی خاطر مصیبت کو اپنے سر پہ رکھ دیتا ہے۔

ان بچوں کی دلکش مسکراہٹ دیکھنے کی خاطر اپنا وطن چھوڑتا ہے۔ پردیس کو اختیار کرتا ہے روپے کما کر لاتا ہے۔ پھر

بچوں کو تعلیم دیتا ہے۔

بچوں کو اچھا لباس پہناتا ہے۔

بچوں کو اچھے سے اچھا کھلاتا ہے۔

دن بھر مزدوری محنت کرتا ہے۔ اور ان روپیوں سے بچوں کے راحت کا انتظام کرتا ہے۔

باپ بچوں کی خاطر ان تمام قربانیوں کو برداشت کرتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں! باپ کی تمام قربانیاں ماں کے اسوقت کا مقابلہ نہیں کرسکتے جس وقت سے ماں وقت کاٹ کر تم کو جنم دیتی ہے۔

برادرانِ عزیز!

والدین کی نافرمانی اور اُنکے ساتھ گھناؤنی حرکت کرنے کے نتیجہ میں اللہ رب العزت دنیا میں ہی دکھا دیتے ہیں جیسا کہ میں نے ماقبل میں ایک واقعہ بھی بتایا تھا۔

لیکن ایک صحابی ہے۔ بہت صالح انسان ہے۔ جس کا نام علقمہ ہے۔

نماز کی پابندی کرتے ہیں۔

نفلوں کو کثرت سے پڑھتے ہیں۔

زکوٰۃ وصدقہ ادا کرتے ہیں۔

اعمال صالح کے پابند ہیں۔

لیکن انہوں نے اپنی بیوی کو ماں پر ترجیح دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

انتقال کے وقت زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہی نہیں ہوتا۔ اور روح گلے میں اٹکی ہوئی ہے۔ تمام لوگ دعاء کرر ہے ہیں قرآن کی تلاوت کی جارہی ہے، لیکن روح جسم سے نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہی!

علقمہ تکلیف کی وجہ سے تڑپ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کیا اس کے والدین زندہ ہیں۔

اطلاع ملی کہ صرف والدہ حیات ہے۔ ماہِ رسالت نے فرمایا کہ اے بوڑھیا علقمہ کا تیرے ساتھ کیسا سلوک تھا؟ بوڑھیا نے کہا کہ میرا لخت جگر تو بہت نیک وصالح تھا۔ لیکن اُس نے اپنی بیوی کو میرے اوپر ترجیح دی تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو معاف کردو۔ بوڑھیا نے معاف کرنے سے انکار کردیا۔ تو حضورؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرو، اور علقمہ کو اس میں زندہ جلا دو۔

بوڑھیا تڑپ گئی۔ اور کہا کہ میرے لخت جگر کو جلا دیا جائیگا۔

ممتا جوش میں آگئی اور کہا کہ یارسول اللہؐ میں آپ کو اور تمام لوگوں کو شاہد اور گواہ بناتی ہوں کہ میں نے علقمہ کو معاف کردیا۔

بس اتنا کہنا تھا کہ حضرت علقمہ کی روح پرواز کرگئی۔

عزیزانِ اسلام!

ہمیں ان عبرت آمیز واقعات سے نصیحت حاصل کرنی چاہیۓ یہ واقعات تاریخ کی کتابوں اور ان کے اوراق میں ابھی بھی موجود ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ع

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا ! نہ بن ، اپنا تو بن

ہمیں خود اپنی فکر کرنی چاہیۓ۔ والدین کا حق حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے۔ اور حقوق العباد، حقوق اللہ سے بھی خطرناک ہوتے ہیں۔

اسی پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ اللہ ہم سب کو والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کو راضی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وماعلینا الاالبلاغ

حیاتِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک جھلک

پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

الحمدللّٰہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین محمد واٰلہٖ واصحابہٖ رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدّین . امّابعد!
قال اللّٰہ فی القراٰن الجمید والفرقان الحمید فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرّجیم. بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم.
الا تنصروہُ فقد نصرہ اللّٰہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذیقول لصاحبہ لا تحزن انّ اللّٰہ معنا.
قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لوزن ایمانا ابی بکر بالایمان العالم لرجح .اوکما قال علیہ السلام.

پروانہ کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کو ہے کافی خدا کا رسولؐ بس

ملتِ اسلامیہ کے غیور نوجوانوں اور عزیز دوستو!

میں اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ آج ان نفوسِ قدسیہ اور درسگاہِ رسالت اور تربیت گاہِ نبوت کے سند یافتہ افراد میں سے ایک فرد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حیات پر روشنی ڈالنے کا حکم ملا۔ اُمید ہے کہ آپ حضرات حیاتِ ابوبکر صدیق کو اپنا نمونہ اور امام بنائیں گے۔
عالمِ انسانیت میں ہی نہیں ! بلکہ ساری کائنات میں رب کائنات کی

افضل ترین مخلوق انبیاء کرام کی ذاتِ مقدسہ ہے۔ان نفوس عالیہ کے علاوہ اگر کسی ایسے فرد کامل کی تلاش میں تاریخ کے اوراق کو پلٹا جائے جو انبیائے کرام کے بعد افضل ترین فرد ہو! تو ایک کے سوا کوئی نہ ملے گا۔

تاریخ ماضی شاہد ہے کہ پانچویں صدی عیسوی میں ایک ایسی شخصیت ملتی ہے جس کو افضل البشر بعد الانبیاء کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

یہ بطلِ جلیل امت مسلمہ کا ایسا فرد فرید ہے جس نے تاریخ کے دھارے کو اپنی صلاحیتوں کے مطابق موڑا اور صفحاتِ تاریخ پر ایسے نقش دوام ثبت کئے جس کی نظیر ماقبل میں نہیں ملتی اور نہ کوئی مستقبل میں ایسی مثال پیش کرنے والے کی اُمید کیجا سکتی ہے۔اس شخصیت کو سیر و تاریخ میں ابوبکر صدیقؓ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

برادرانِ ملت!

یہ وہ شخصیت ہے جس کے احسانات کا بدلہ ممکن ہی نہیں بلکہ امر محال ہے، یہ وہ ذات ہے جس کے بارے میں محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دنیا میں تمام لوگوں کے احسانات کا بدلہ ادا کر دیا۔ لیکن ابوبکر صدیق کے احسانات کا بدلہ رب کائنات عطا فرمائیں گے۔

جناب ابوبکر صدیقؓ نے ملت اسلامیہ کی کشتی کو اس وقت بھنور سے نکالا جب کہ لوگوں پر یاس کا عالم طاری تھا۔ایسے وقت آپؓ فراقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تڑپنے والوں کو تسلی دی۔اور دشمن اسلام کی ریشہ دوانیوں پر نظر رکھی۔اپنے حوصلہ کو بلند رکھا۔اور دوسرے کے حوصلہ کو بلند کئے۔اپنی

صلاحیت کے ذریعہ فتنوں کو دبایا اور پُرسکون ماحول بنا دیا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ؏

آدمی وہ نہیں حالات بدل دیں جن کو
آدمی وہ ہیں جو حالات بدل دیتے ہیں

حضرت ابوبکر صدیقؓ عام الفیل کے دو سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے بچپن ولڑکپن کا دور مکہ کی گلیوں میں گذرا۔لیکن دوسرے لڑکوں کی طرح اپنا وقت کھیل کود میں ضائع نہیں کیا۔بلکہ مکہ کے پر جہالت وظلمت ماحول میں۔

اسی ماحول کا نقشہ کسی شاعر نے کھینچا۔

بدی کا زور تھا ہر سو جہالت کی گھٹائیں تھیں
فساد وظلم کی چاروں طرف پھیلی ہوائیں تھیں

ایسے ماحول میں ابوبکر صدیقؓ نے دولت علم سے اپنے آپ کو آراستہ کیا۔جب جوانی کا دور آیا تو صدیق اکبر تاریخ عرب پر مکمل عبور حاصل تھا۔علم الانساب میں ید طولیٰ رکھتے تھے! اقوام عرب کے مناخر و مطالب سے پوری طرح آگاہ تھے۔صدیق اکبر نے کپڑے کی تجارت کو اپنایا تھا۔ آپؓ کا تعلق معزز قبیلہ بنی تیم سے تھا۔قلیل مدت میں ملک التجار شمار ہونے لگے۔قریش مکہ نے جب ابوبکر صدیق کی خداداد صلاحیتوں کو دیکھا تو صدیق اکبر کو مجلس شوریٰ کا رکن بنا کر دیت وقصاص کے معاملات کی سماعت اور فیصلے آپ کے سپرد کر دیئے۔

برادرانِ اسلام!

خود حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں۔ایک مرتبہ میں تجارتی سفر سے مکہ واپس آیا۔توحسبِ معمول روسائے قریش ملاقات کے لئے آئے اور دورانِ گفتگو میں نے روسائے قریش سے کسی خاص بات کے بارے میں دریافت کیا۔تو کہنے لگے۔اس سے بڑھ کر اور کیا خاص بات ہوگی؟ کہ ابوطالب کے یتیم بھتیجے نے دعویٰ نبوت کیا۔ہم تو اس سلسلے میں آپ ہی کے مشورہ کے منتظر ہیں۔جب لوگ چلے گئے۔تو میں سیدھا حضرت خدیجہؓ کے گھر گیا۔دروازہ کھٹکھٹایا۔محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔میں نے حضورؐ سے سوال کیا کہ آپ ہی نے نبوت کا اعلان کیا؟ ہمارے معلم اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر میں اللہ کا رسول ہوں! رب کائنات نے مجھے تمہاری اور تمام مخلوق کیجانب مبعوث فرمایا ہے۔تم بھی اسلام قبول کرلو!

خود محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں نے کسی کو دعوتِ اسلام دی تو سب کے دلوں میں کچھ نہ کچھ تردد اور شک آیا مگر ابوبکر صدیق پر جب میں نے اسلام پیش کیا تو ابوبکر صدیق نے بغیر فکر و تردد کے اسلام قبول کرلیا۔

نبی اکرم اس صدیق کی فضیلت سنا رہے ہیں:

جو یار غار نبوت ہے۔

جو یار مزار نبوت ہے۔

جو وفادار نبوت ہے۔

جو جاں نثار نبوت ہے۔

جن کی صداقت کا اعلان خود قرآن مجید کرتا ہے۔

والذی جاء بالصدق وصدق به اولئک هم المتقون.

امام رازی تفسیر کبیر جلد ۲۶، میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کے مصداق صدیق اکبرؓ ہیں۔

حضورؐ نے اسلام کی دعوت دی۔

یہ سنتے ہی......

......اشهد ان لا اله الا الله وانت رسول الله پڑھا۔

صدیق اکبرؓ خود فرماتے ہیں کہ اس وقت میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔کیوں نہ ہو!

جس کو ایمان جیسی دولت مل گئی۔

جس کو توحید کی دولت مل گئی۔

جس کو ہدایت کا راستہ مل گیا۔

جس کو محمدؐ جیسا رہبر مل گیا۔

جس کو اسلام جیسا مذہب مل گیا۔

جس کو قرآن جیسا قانون مل گیا۔

آج بھی ہم اس پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا۔

توحید کی دولت سے نوازا۔

ہدایت کی دولت سے نوازا۔

محمدؐ جیسا نبی عطا کیا۔

صحابہ جیسے راہبر عطا کئے۔

قرآن جیسی عظیم کتاب عطا کی۔

برادرانِ عزیز!

اسلام لانے کے بعد ابوبکر صدیقؓ خدمتِ اسلام میں مصروف ہو گئے۔ اور تبلیغ اسلام کے لئے تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔

ایک وقت وہ تھا کہ ملک التجار تھے۔ اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ حضورؐ نے ایک غزوہ کے موقع پر مجاہدین کے لئے سامانِ جنگ کی اپیل کی۔ تمام صحابہ کرام نے حسبِ توفیق عطیات لا کر دیئے۔

میں تفصیل سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ اس موقع پر صدیق اکبرؓ نے اپنی انفرادیت کو باقی رکھا۔ اور سارا مال ومتاع خدمتِ اقدس میں اس انداز سے پیش کیا اس وقت ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ اور اس کے درمیان کے حصہ کو کیکر کے کانٹے سے بند کر دیا تھا۔

محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ انداز دیکھا۔ تو صدیق اکبر سے فرمایا...... اے ابوبکر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟

امام التوکلین کا جواب تو سنو!!

فرماتے ہیں کہ گھر والوں کے لئے تو خدا اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ع

پروانہ کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیق کو ہے کافی خدا کا رسول بس

برادرانِ اسلام!

جب صدیق اکبرؓ نے تبلیغ اسلام کو اختیار کیا۔ تو اس کے نتیجہ میں اکابر صحابہ مشرف باسلام ہوئے۔ صدیق اکبرؓ کو اسلامی معاشرہ میں جو مقام حاصل ہے اس میں آپؓ کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ اور نہ ہے۔

صدیق اکبرؓ کو جو خصوصیات حاصل تھی کوئی دوسرے کو وہ حاصل نہیں تھی۔

آؤ میں آپ کو صدیق اکبرؓ کی خصوصیات سناتا ہوں:

صدیق اکبرؓ وہی ہے۔

جو لاتحزن ان اللہ معنا کی بشارت سے سرفراز ہوئے۔

جس نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

جس نے بلا تردد اسلام قبول کیا۔

جس نے اخلاص ودیانت کے صلے میں امن الناس کا خطاب پایا۔

جس نے اسراء کی تصدیق کر کے صدیق اکبر کا لقب پایا۔

جو محسنِ انسانیت کی رفیق غار ہیں۔

جن کے گھر سے حضورؐ کو غار میں کھانا پہونچایا گیا۔

جن کے گھر محسنِ انسانیتؐ بن بلائے تشریف لائے۔

بوقت طلب اپنا تمام اثاثہ خدمت اقدس میں پیش کیا۔

جس نے قرآن میں صاحب النبی کا لقب پایا۔

جو درسگاہ رسالت کے پہلے طالب علم تھے۔

جس نے غزوۂ بدر میں حضورؐ کی پہرہ داری کا حق ادا کیا۔

جس کو حضورؐ نے احب الرجال فرمایا۔

جس کو حضورؐ نے خیر البشر بعد الانبیاء فرمایا۔

جو وفاتِ رسول کے بعد ثابت قدم رہے۔

جس نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کو اختیار کیا۔

گویا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صلاحیتیں محسنِ انسانیتؐ کے حیاتِ ظاہری کے بعد اُجاگر ہوئیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نظامِ خلافت ایسے وقت میں نہایت کامیابی کے ساتھ چلایا۔ کہ اس کی نظیر لانا مشکل ہے۔

ابھی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا زخم تازہ تھا۔ ادھر نومسلموں کے ایک گروہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا۔ تو اُدھر خودساختہ نبیوں نے موقع غنیمت جان کر نبوت کا دعویٰ کرڈالا۔

ایسے وقت میں بڑے عزم وحوصلہ کی ضرورت تھی۔ جس کا اظہار صرف ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا۔

کسی شاعر نے کہا ع

نبی کے بعد راہِ حق دکھائی جس نے دنیا کو
وہ صدیق مکرم جیسا رہبر یاد آتا ہے

منکرین زکوٰۃ کے خلاف صدیق اکبرؓ نے بانگ دہل اعلان کردیا کہ

دین کی تکمیل کے بعد اب اگر کوئی اسلام کے ارکان میں تبدیلی کریگا تو میں اس کو ضرور سزا دوں گا۔ حالانکہ یہ وقت تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ جیسی شخصیت بھی نرمی اور سیاست کے قائل تھے۔ لیکن صدیق اکبرؓ کے الفاظ سن کر سب خاموش ہوگئے۔

ملت اسلامیہ کے پاسبانو!

حضرت ابوبکر صدیق کی فراست، معاملہ شناسی اور تدبّر کی مثال نہیں ملتی۔ ان خصوصیات کے باوجود ایک بلند پایہ کے خطیب بھی تھے بیعتِ صحابہ کے بعد جو خطبہ ابوبکر صدیقؓ نے دیا۔ وہ تاریخ اسلام کا ایک درخشاں باب ہونے کے علاوہ جمہوریت کا نقیب اور داعی اور رعایا کے لئے درس وموعظمت ہے۔

دورانِ خطبہ فرمایا:

اے مسلمانو! جب میں رب کائنات میں اور محسنِ انسانیت کا مطیع رہوں تو تم پر اطاعت لازم ہے، اور اگر (خدانخواستہ) میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف عمل کروں تو میری اطاعت لازم نہیں۔ اب نماز کیلئے اُٹھو! اللہ تم سب پر رحم فرمائیں۔

یہ وہ شخص کہہ رہا ہے جس کے بارے میں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لو وزن ایمانا ابی بکر با الایمان العالم لرجح۔ ترجمہ: اگر ابوبکر کے ایمان اور تمام عالم کا ایمان تولا جائے تو ابوبکر کا ایمان بھاری ہوگا۔

کیوں نہ ہو!

جن کے قلب میں توحید کی ضیاء مکمل تھی۔

جن کے قلب میں اسلام کی محبت مکمل تھی۔

جن کے قلب میں ایمان کی روشنی مکمل تھی۔

جن کے قلب عشقِ رسول کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ جب غارِ ثور پر پہونچے تو فرمایا۔ اے اللہ کے رسول آپ یہاں پر ہی ٹھہر جایئے میں اندر جا کر صاف کرتا ہوں تاکہ آپ کو کوئی تکلیف نہ پہونچے۔

کسی شاعر نے کہا: ع

نہیں ڈر سانپ کے ڈسنے کا صدیق اکبر کو
کہ غارِ ثور میں درماں ہے خود محبوبِ سبحانی

برادرانِ ملت!

سیرت صدیق تاریخ کا وہ باب ہے جس کہ کسی مورخ کو نقطہ لگانے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ ایسی باعظمت شخصیت کی سیرت کو میں اپنے نوکِ زبان سے کیسے بیان کرسکتا۔ اللہ ہم سب کو حیاتِ صدیق کو اپنا نمونہ بنانے کی توفیق دیں۔ آمین۔

وماعلینا الاالبلاغ

حیاتِ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کی ایک جھلک

خدا کے دین کے گلشن میں بنکر تو بہار آیا ہے
کھلے اسلام کے غنچے گالوں پر بھی نکھار آیا ہے

الحمدللّٰہ المتوحد بجلال ذاتہ و کمال صفاتہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین وخاتم النبیین محمّد والہٖ واصحابہٖ اجمعین . امّابعد!

فقد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم . لو کان بعدی نبی لکان عمرو. او کما قال علیہ السلام.

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن ہوتے ہیں جس سے تہ وبالا

ملت اسلامیہ کے غیور نوجوانو اور بزرگو!

میں اس پُرنور اجلاس میں ایک عظیم المرتبت شخصیت پر روشنی ڈالنے کی جسارت کرر ہا ہوں ۔ جو درسگاہِ رسالت اور تربیت گاہِ نبوت سے سند یافتہ ہے ۔ یعنی وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس ہے ۔ حضرت عمر ایسی درسگاہ سے فارغ ہوئے ۔

جس کا مشن دعوت الی اللہ ۔
جس کا معلم محمد رسول اللہ ۔
جس کا نصاب کلام اللہ ۔

یہ وہ مدرسہ ہے جو
علمی سرگرمیوں کا مرکز ہے ۔

جو عملی سرگرمیوں کا مرکز ہے ۔
جو تنظیم و تبلیغ کا مرکز ہے ۔
جو عبادت و تربیت کا مرکز ہے ۔
جو سپہ سالار و صلح جوئی کا مرکز ہے ۔
جو سلطنت و فقیری کا مرکز ہے ۔

اس عظیم الشان درسگاہ سے حضرت عمر بن خطاب فیضیاب ہوئے ۔ اگر آپ تاریخ کے اوراق پلٹیں تو حضرت عمر کی عظمت ، جلالت ، قدر و منزلت فضائل ومناقب روز روشن کی طرح عیاں ہو جائیگی ۔ ان کے ایمان قبول کرنے کی جو داستان ہے اُسی پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرر ہا ہوں ۔

برادران اسلام!

نور نبوت چمک رہا ہے ۔ آسمان روشن ہے زمین جگمگا رہی ہے ۔ مشرق ومغرب، شمال وجنوب میں ہدایت وسعادت کا اُجالا ہے ۔ عرش سے برسنے والا نور فرش پر پھیلنا چاہتا ہے ۔ لیکن پرستانِ کفر وشرک جہالت کو ہدایت پر ، ظلمت کو ضیاء پر ، سقاوت کو سعادت پر ، اور سیاہی کو سفیدی پر ترجیح دے رہے ہیں ۔ نورِ نبوت کو ختم کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں ۔

لیکن......

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

وہ حضرات جنہوں نے نورِ نبوت سے فیض حاصل کیا۔تبلیغ کرتے رہے۔لیکن چھپ چھپ کر، جوں جوں دینِ حق کی روشنی پھیلتی گئی۔صاحب بصیرت راہِ ہدایت پر آتے گئے۔شمع رسالت کے پروانے روز بروز بڑھنے لگے۔ کفار مکہ نے یہ غیر متوقع صورتِ حال دیکھی تو اُنہوں نے غریب اور ناتواں لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے جبر و جفا ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ ڈالے کہ:

مہر و مہ کانپے زمین لرزی فلک تھرّا گیا

برادرانِ عزیز!

عرب کی ریتیلی زمین کو آفتاب کی چمک، آتش بنا دیتی تھی۔اور قریش بھی اپنی آتش انتقام بجھانے کے لئے اسی وقت کا انتخاب کرتے ہیں۔وہ خدا کی توحید اور مصطفیٰ کی رسالت کا اقرار کرنے والے غریب وناتواں مسلمانوں کو دوپہر کی آتش بار میں پکڑ کر گھروں سے باہر نکالتے۔اور پھر ان کو آگ اُگلتی زمین پر چت لٹا کر سینے پر وزنی پتھر رکھ دیتے ہیں، کبھی ان کے بدن کو آگ سے جھلسایا جاتا ہے کبھی گرم لوہے سے داغا جاتا ہے۔اور کبھی پانی میں ڈبکیاں دے کر انکارِ حق پر آمادہ کیا جاتا ہے۔لیکن اس کے باوجود اہلِ ایمان احد احد پکارتے رہتے۔

کسی شاعر نے کہا ع

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

لیکن آج محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے انتالیس رفقاء غور و فکر میں ہے۔معبودِ حق کے نام لیوا، کفار کے شر سے بچنے کے لئے عبادت چھپ کر کرتے ہیں۔ان کو اپنے عقائد کا اظہار سر عام کرنے کی اجازت نہیں، اظہارِ حق کے تمام راستے سرد ہو چکے تھے۔باطل پوری قوت کے ساتھ حق اور اہلِ حق بر سرِ پیکار ہے۔رفقاء ماہِ رسالت آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔محسن کائنات کے چہرۂ انور پر بھی گہری سوچ کے اثرات نظر آرہے ہیں۔بہت دیر یونہی گذر جاتی ہے۔

اچانک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر بشاشت وطمانیت کے آثار نظر آتے ہیں۔خدا کے رسول، خدا کے حضور میں جھک جاتے ہیں۔ دربار پر سرِ نیاز جھکا دیا جاتا ہے۔

عبد اپنے معبود سے کچھ مانگ رہا ہے۔

ساجد اپنے مسجود سے کچھ سوال کر رہا ہے۔

کوئی طلب ہے، کوئی تقاضا ہے۔

ایسی طلب، ایسا تقاضا جسے خدا اور مصطفیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔مگر جب زمین سے کائنات کے سب سے مقدس انسان کی پیشانی اٹھتی ہے تو سمجھنے والا سب کچھ سمجھ جاتا ہے۔نبی معصوم کے ہاتھ اٹھتے ہیں، حضور کے ساتھ سبھی کے ہاتھ اُٹھتے ہیں۔

اہل زمین واہلِ آسمان حتی کہ پوری کائنات گوش برآواز ہے۔لسان نبوت متحرک ہوتی ہے۔لب مبارک حرکت میں آتے ہیں اور یہ آواز سنائی دیتی ہے۔

اے رب کائنات !اسلام کو عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام کی بدولت عزت عطا کر۔

عزیزانِ گرامی!

سرکارِ دوعالم نے رب کائنات کے حضور اس کے دو طاقتور بندوں کے نام پیش کر کے انتخاب کا معاملہ اسی پر چھوڑ دیا، کیونکہ خالق ہی زیادہ جاننے والا ہے کہ کون بہتر ہوگا۔ یہ ایک لمحہ عجیب لمحہ ہے۔

اس لمحے میں ساری کائنات دم بخود ہے، عرشی وفرشی حیرت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ دو عمر ہے، خدا کا رسول دونوں میں سے ایک کا طالب ہے، جو منتخب ہوگا وہ مطلوب رسول ہوگا۔ وہ مرادِ رسول ہوگا۔

اور جو مطلوب رسول ہوگا۔ وہ محبوبِ خدا ہوگا۔

دیکھیں کس کی قسمت جاگتی ہے؟

کس کا بخت بیدار ہوتا ہے؟

بظاہر تو عمر بن ہشام بھی جرأت، جلالت، عظمت وشہرت و بہادری میں مشہور تھا۔ لیکن جب بندوں کا انتخاب بندوں کا مالک کرتا ہے تو وہ ظاہر کے علاوہ باطن کو بھی دیکھتا ہے۔ عمر بن ہشام کا ظاہر تو ٹھیک ہے لیکن دوسرے عمر کا ظاہر و باطن دونوں ٹھیک ہیں۔

رب کائنات نے اس نوجوان کو پسند کیا ہے جس کو دنیا عمر بن خطاب کے نام سے یاد کرتی ہے، جس کے جلال کے سامنے عمر بن ہشام کی اینٹ

بھی کپکپا کر رہ جاتی ہے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اِدھر دعاء فرماتے ہیں، اور اُدھر دونوں عمر ایک ہی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ عمر بن ہشام مجلس کی صدارت کرتا ہے۔ اور عمر بن خطاب محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو ہمیشہ کے لئے بند کردینے کی تجاویز پر غور کررہا ہے، کسی میں اتنی ہمت و جرأت کہاں کہ براہ راست حضورؐ سے مقابلہ کریں۔ مگر عمر بن خطاب اپنے تمام ساتھیوں کی تمام تجاویز مسترد کر کے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ نئے دین کے داعی کا کام وہ اپنے ہاتھوں سے تمام کردیں گے۔ چہرہ پر غصہ کے آثار ہیں۔ ہاتھ میں تلوار ہے۔ تمام اہل مجلس سہم گئے۔ مگر عمر بن ہشام کے چہرے پر خوشی کے آثار نظر آتے ہیں۔ اسے یقین تھا کہ آج داعی اسلام کی زبان خاموش کردی جائیگی۔ مگر وہ نہیں جانتا کہ مشیت الٰہی کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ قاتل قائل ہونے جارہا ہے، عمر بن خطاب اُٹھے نہیں بلکہ اٹھائے گئے ہیں۔

کسی شاعر نے کہا کہ ع

باطل جو صداقت سے اُلجھتا ہے تو اُلجھے
ذرّوں سے یہ خورشید بجھا ہے نہ بجھے گا

برادرانِ اسلام!

عمرو بن خطاب نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام کرنے کی نیت

سے ننگی تلوار ہاتھوں میں لئے ہوئے حضور کی طرف...... ابھی چند ہی قدم چلتا ہے کہ نعیم بن عبداللہ سے ملاقات ہوتی ہے۔ عمرو کے چہرے سے اندرونی غیظ وغضب ظاہر ہورہا تھا۔ نعیم بن عبداللہ سوال کرتے ہیں۔

اے عمر! خیر تو ہے۔ اتنے غصہ میں کہا جارہے ہو؟ عمرو کہتا ہے میں نئے دین کے علمبردار کا کام تمام کرنے جارہا ہوں۔ فوراً نعیم نے کہا کہ بہتر ہوگا کہ وہاں جانے سے قبل اپنے گھر والوں کی خبر لو! تمہارے بہن و بہنوئی نے اُسی پیغمبر کا دین قبول کرلیا ہے۔

یہ خبر سنتے ہی عمرو کا راستہ بدل گیا، لیکن ارادہ نہیں بدلا۔ بہن کے گھر اس وقت بہن کو حباب ابن الارت قرآن پڑھارہے تھے۔ گھر کا دروازہ بند تھا تاکہ قرآن پڑھتے ہوئے کوئی مشرک نہ دیکھے۔ عمر نے دروازہ کھٹکھٹایا خباب چھپ گئے۔ عمر کی بہن نے دروازہ کھولا۔ وہ بھائی کو غصہ میں دیکھ کر سہم گئیں۔ عمر نے بہن کو ڈانٹا اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تم نے آبائی دین چھوڑ کر نئے دین کو قبول کیا ہے، اور سعید بن زید کو مارنا شروع کیا۔ شوہر کی دفاع میں بہن نے بھی مار کھائی۔

عزیز دوستو!

جب عمر مار مار کر تھک گیا تو بہن سے کہنے لگا تم جو پڑھ رہی تھی لاؤ ذرا میں بھی دیکھ لوں۔ فاطمہ نے کہا اسے ناپاک ہاتھ لگانا حرام ہے۔ پہلے غسل کرو۔

اُدھر محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء مستجاب ہوچکی تھی۔ عمر نے کتاب الٰہی کو دیکھنے کے لئے غسل کیا۔

تو سات میں دل کی سیاہی بھی ڈھل گئی۔

کفر وشرک، عداوت ونفرت بھی ڈھل گئی۔

اختلاف وجہالت ساتھ میں ڈھل گئی۔

بعض حضرات نے کہا سب سے پہلے آیت پر نظر پڑی۔

جسکا ترجمہ یہ:

زمین وآسمان کے درمیان موجود ہر چیز اس اللہ کی حمد وثنا کرتی ہے جو زبردست حکمت کا مالک ہے۔

حرف، حرف، لفظ، لفظ دل میں اُتر گیا۔ آنکھیں اور روح آفتاب سے زیادہ روشن ہوگئیں۔ پہلے قرآن سنا تھا۔ آج خود پڑھ لیا۔

آیاتِ قرآنیہ پڑھتے گئے۔ قلب وجگر کو قرار آتا گیا۔ یہاں تک اس آیت پر پہونچے۔ آمنوا باللہ ورسولہ. (ایمان لاؤ، اللہ اور اس کے رسول پر) بے ساختہ زبان سے جاری ہوگیا: اشہد ان اللہ الا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ.

برادرانِ ملت!

کلمہ کی آواز سنتے ہی خباب باہر آتے ہیں اور فرماتے ہیں مبارک مبارک ہو۔ محسنِ انسانیت کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوگئی۔ عمر یہ سن

کر حیران و پریشان ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں جس ہستی کو ہٹانے جارہا تھا وہ ہستی میرے حق میں دُعاء کرتی ہے۔ اب عمر و پلک جھپکنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے تاباں دیکھنے کے لئے بیقرار ہے۔

حضرت عمر غیر مانوس طور پر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے جاتے ہیں، اور دستک دیتے ہیں تمام صحابہ خوفزدہ ہوگئے کہ عمر کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہے، لیکن یہ کسی کو معلوم ہی نہیں کہ رسول اللہؐ کے دیدار کی شدت و بیقراری میں انہیں اپنی تلوار نیام میں رکھنے کا بھی ہوش نہیں!

حضرت حمزہؓ فرماتے ہیں کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ اگر عمر کا ارادہ درست ہے تو کوئی بات نہیں ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر اُڑایا جائیگا۔ عمر اندر آتے ہیں، خدا کے پیغمبر نے اُٹھ کر بازو کو تھام لیا۔ پیار سے شانوں پر ہاتھ رکھا۔ اور کھڑے ہوگئے۔

منظر بڑا جذباتی تھا۔

عمر سر جھکائے بے حس وحرکت کھڑے ہیں، زبان گنگ، لب خاموش اور آنکھیں پُرنم ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سوال فرماتے ہیں کہ اے عمر! کس ارادہ سے آئے ہو؟ ستائیس سالہ یہ نوجوان آنکھیں اُٹھائے بغیر جواب دیتا ہے کہ اسلام لانے کے ارادہ سے آیا ہوں!

رسول اکرم بے ساختہ اللہ اکبر پکارتے ہیں۔ اس طرح آج پہلی بار نعرۂ تکبیر کا غلغلہ بلند ہوتا ہے۔

اس کے بعد عمر رسولِ خدا سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کعبۃ اللہ میں اعلانِ دعوتِ اسلام کیوں نہیں دیتے؟

آپ خدائے واحد کی عبادت چھپ کر کیوں کرتے ہیں؟

آپ مؤذن کو اذان دینے کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟

لیکن

آج سے اعلانیہ عبادت کی جائیگی۔

آج سے اعلانیہ دعوتِ اسلام دیجائے گی۔

آج سے اذان دی جائے گی۔

اگر کسی کو اپنے بیوی کو بیوہ، اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہے تو مسلمانوں کو اس کام وعبادت سے روک کر دکھائیں۔

حضرات گرامی!

یہی وہ عمر ہے جس نے درسگاہ رسالتؐ سے حکومت وسلطنت سیکھی۔

جس نے فقیری و درویشی اسی درسگاہ سے سیکھی۔

جس نے گوشہ نشینی واعتکاف اسی درسگاہ سے سیکھا۔

جس نے جہاد وجانفروشی اسی درسگاہ سے سیکھی۔

جس نے روحانی تربیت اسی درسگاہ سے پائی۔

جس نے فوجداری کا ہنر اسی درسگاہ سے سیکھا۔

یہی وہ عمر ہے۔ جس کے بارے میں محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشادگرامی ہے: لو کان بعدی نبی لکان عمر.

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔

اور بہت ساری خصوصیات کے حضرت عمر بن خطاب حامل تھے۔ جس کی بنا پر اسلام کو قوت و طاقت ملی۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ ہمیں متبع سنت بنائیں۔ اور حضرت عمر بن خطاب کی حیاتِ طیبہ کو اپنا نمونہ بنانے کی توفیق دیں۔ آمین

واخر دعوانا عن الحمدللّٰہ رب العالمین.

تمّت

Scanned by CamScanner